جملہ حقوق غیر محفوظ

کتاب : نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟

مصنف : مولانا غیاث احمد رشادی

صفحات : ۵۵

تعداد اشاعت : ایک ہزار

کمپیوٹر کتابت : سید عتیق احمد وزیر گلبرگوی، رشادی کمپیوٹر سنٹر، قدیم ملک پیٹ، واحد نگر، نزد یونیک ہائی اسکول، حیدر آباد- فون:30909889

ناشر : مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵ نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدر آباد-انڈیا۔ ای۔میل:maktabasabeelulfalah@yahoo.com

قیمت : دس روپئے -/Rs.10

ملنے کے پتے

۱ مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ نمبر-۶۷۵، نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدر آباد-فون:30909889

۲ ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدر آباد-

۳ حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدر آباد-

۴ الاوراق پبلیشرز، کرما گوڑہ، حیدر آباد و

۵ کلاسیکل آٹو موٹیو، 324 C.M.H. Road، اندرا نگر، بنگلور-

۶ ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدر آباد-

۷ کمرشیل بک ڈپو، چار مینار، حیدر آباد

فہرست مضامین

- فکر اولیں
- مقصد کے بغیر ادھورے
- انصاف کا تقاضہ کیا ہے؟
- مقصد اور ضرورت میں فرق
- سب سے پہلی عبادت ''نماز''
- قیامت کے دن سب سے پہلے سوال ''نماز''
- نماز کے حکم کیلئے قرآنی الفاظ
- قائم کرو نماز
- صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو
- حفاظت کرو نماز کی
- قرآن مجید میں پانچ نمازوں کا حکم
- جو نمازی نہیں وہ متقی بھی نہیں
- بڑی نیکی تو یہ ہے
- ایمان، نماز اور زکوۃ
- نماز اور زکوۃ
- نماز، زکوۃ اور اطاعت
- نماز اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا
- نشہ کی حالت میں
- سفر میں بھی نماز معاف نہیں
- حالتِ خوف میں بھی نماز ضروری
- نماز کا اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے
- نماز میں چستی مقصود ہے سستی نہیں
- نماز دشوار ہے مگر!
- نماز میں اخلاص ہو ریاکاری نہیں
- اقتدار کے بعد سب سے پہلا کام
- گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے
- اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کیجئے
- دینی بھائی کب بنو گے؟
- پہلے نماز اور زکوۃ پھر جہاد
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا پیغام
- آخرت میں کس کا انجام اچھا ہوگا؟
- نمازی بننا فرمانبرداری ہونے کی علامت ہے
- اے تاجرو! نماز سے کیوں غافل ہو؟
- ایک سبق آموز واقعہ
- مومن نمازی ہوتا ہے
- وہ جہنم میں کیوں چلے گئے؟
- اس نے نماز نہ پڑھی تھی
- نمازی کامیاب و بامراد ہے

فکرِ اولیں

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ کمزور ذات ایک طاقتور ذات کی محتاج ہوتی ہے، انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیا ہے، یہ کمزور انسان بھی ایک طاقتور ذات کا محتاج ہوتا ہے، اب سوچنا یہ ہے کہ اگر وہ کسی انسان ہی کا محتاج ہوگا تو یہ بے معنی بات ہے اس لئے کہ کمزور کمزور کا محتاج ہے' اگر وہ انسان سے ہٹ کر کسی دوسری مخلوق کا محتاج بن جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کمزور ایسی مخلوق کا محتاج ہو گیا جو کسی نہ کسی اعتبار سے اس سے زیادہ کمزور ہے' لا محالہ اب انسان کو ایک طاقتور کی تلاش ہوگی جو ہر اعتبار سے طاقتور ہو' ظاہر ہے کہ وہ ایسی ذات ہی ہو سکتی ہے جس نے خود انسان کو اور اسکے ساتھ ساتھ کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا ہو، اب انسان کو اپنی بقاء اور عروج کیلئے ایک ہی منزل ملتی ہے، وہ زمین و آسمان کا رب جو ہر چیز پر قدرت و طاقت رکھتا ہے، خود مرتا نہیں دوسروں کو موت دیتا ہے، خود ہمیشہ سے زندہ ہے دوسروں کو زندہ کرتا رہتا ہے وہ وہی ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں۔

اب دنیا کا عقلمند، کامیاب اور بامراد شخص وہی ہے جس نے اس ذات کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے، جس کے دل میں رب ذوالجلال کی بندگی کا جذبہ موجود ہو' جس کے سینے میں اس رب کو پانے کی تمنائیں اور آرزوئیں موجود ہوں' جس کو رات کی تنہائیوں میں، دن کی جلوتوں میں اس کی یاد سے دلِ بے قرار کو قرار نصیب ہوتا ہو' جس کو ذہنی اور قلبی سکون اسی وقت میسر آتا ہو جبکہ وہ اس عظیم ذات کا نام مبارک اپنی زبان سے لینے لگے، جس کو دنیا کی ساری لذتوں سے زیادہ لذت جسکے دربار میں کھڑے ہونے سے ملتی ہو، جس کو اسکے پاک دربار میں اپنی بلند پیشانی انتہائی پست کرنے میں مزہ آتا ہو' جس کی پوری زندگی کا محور رب ذوالجلال کی عبادت ہو، وہ سب کو بھول جائے مگر اس کو نہ بھولے جس نے اس کو پیدا کیا، وہ سب سے بے پرواہ ہو جائے مگر اس سے بے پرواہ نہ ہو جس نے اس کو

پیدا کیا، وہ سب سے بے پرواہ ہوجائے مگر اس سے بے پرواہ نہ ہو جس نے اس کا وجود بخشا' جس نے اپنا رخ سب سے ہٹا کر صرف اور صرف اس رب ذوالجلال کی طرف کر لیا ہو اور انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوتِ والا رض حنیفا کی صدا بلند کر رہا ہو، جس کو رضیت باللہ ربا و با لاسلام دینا و بمحمد نبیا (میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد عربی ﷺ کے نبی ہونے پر راضی و خوش ہوں) کہنے پر فخر محسوس ہو' جس نے اھدنا الصراط المستقیم کی بھیک مانگ لی ہو' اور اس کے دربار میں کبھی قیام کے ذریعہ، کبھی رکوع کے ذریعہ' کبھی قومہ کے ذریعہ' کبھی سجدہ کے ذریعہ اور کبھی قعدہ کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہو کہ میں تیرا ہوں اور تو میرا ہے۔

جس کو یہ دولت نصیب ہوگئی وہ **قد افلح** (کامیاب و بامراد ہوگیا) کی سند لینے والا ہوگیا' اللہ کے ایسے ہی بندے وہ ہوتے ہیں جن کو دنیا کی ہر دعوت کا جواب نفی میں دینے کی ہمت تو ہو سکتی ہے مگر جب وہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی آواز اور دعوت کو سن لیتے ہیں تو ان کا اگلا قدم اسی طرف بڑھتا ہے جس کو ''مسجد'' کہتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، وہ فضاؤں میں گونجنے والی اذان کی آواز کی طرف لپکتا ہے، اب اس کو نہ تجارت اچھی لگتی ہے نہ ملازمت، نہ زراعت اچھی لگتی ہے نہ کسی کی غلامی' نہ کھیل کود اچھا لگتا ہے نہ سیر و تفریح' نہ دستر اچھا لگتا ہے نہ بستر' وہ ہر ایک کے آغوش سے جدا ہو کر رب ذوالجلال کے آغوش میں آجاتا ہے' اور یوں کھڑا ہو جاتا ہے جیسے ایک فرمانبردار اور مخلص غلام اپنے مہربان آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، اسی پیاری ادا کا نام ''نماز'' ہے۔

نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آنے والا جب مسجد میں قدم رکھتا ہے تو وہ ان نمازیوں پر رشک کرتا ہے کہ کتنے مبارک ہیں یہ لوگ جو مجھ سے پہلے اپنے رب کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے کیلئے پہنچ گئے، اور پھر اسکو ان محروم القسمت لوگوں کا خیال آتا ہے جو اس مسجد کے ماحول سے محروم ہیں وہ اس فکر میں ڈوب جاتا ہے کہ کاش بازاروں کے ماحول میں رہ کر ہر ایک کا نظارہ کرنے والے، گھروں میں بیٹھ کر پوری دنیا کا نظارہ کرنے والے اپنے

پروردگار کی تجلیات کا نظارہ کر لیتے' پھر اسکے ہاتھ اللہ کے روبرو اٹھ جاتے ہیں اور وہ ان کی ہدایت کیلئے بھی اپنے حقیقی پروردگار سے گڑگڑا کر دعاء کرنے لگتا ہے۔

جب ہمیں اپنی غفلت یاد آتی ہے اور اپنی غفلت کے ساتھ اپنے دینی بھائیوں کی غفلت یاد آتی ہے تو دل میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ کاش ہمارے دلوں میں اور ہمارے بھائیوں کو اپنے حقیقی خالق کی عبادت کا لطف معلوم ومحسوس ہوتا ۔

قسم ہے پاک پروردگار عالم کی کہ جس شخص نے رب ذوالجلال کی عبادت کا حقیقی لطف پالیا تو اسکو دنیا کی کسی بھی چیز میں وہ لطف نہیں ملے گا جو اسے اس عبادت میں مل چکا ہے پھر اس لطف کے نتیجہ میں جو لطف آخرت میں ملے گا تو وہاں اس شخص کی زبان سے **الحمد اللہ** کے کلمات نکلیں گے ۔

دن بھر اللہ کے لئے بھوکا اور پیاسا رہنا بھی عبادت، اپنے مال میں سے بطور زکوۃ غریب کو دینا بھی عبادت' کعبۃ اللہ کا حج کرنا بھی عبادت، مگر ان تمام عبادات میں افصل عبادت وہ نماز ہے جس میں بندہ اپنی بندگی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے جہاں اسے صرف اورصرف اپنا پروردگار ہی یاد رہتا ہے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

نماز کے طریقہ سے متعلق ''مردوں اورعورتوں کی نماز کا طریقہ'' اورنماز کے مفید نتائج واثرات سے متعلق '' نماز کے اثرات وثمرات'' یہ دو کتابیں احقر نے پہلے ہی لکھ دی ہیں جس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، جن حضرات کو ضرورت ہو تو وہ ان دو کتابوں کا مطالعہ کر لیں، بہت دنوں سے یہ ارادہ ہو رہا تھا کہ نماز کی فرضیت اور اہمیت کے ساتھ ساتھ نماز نہ پڑھنے پر وعیدوں سے متعلق ایک کتاب لکھوں تا کہ نماز سے غافل لوگوں کو کچھ نصیحت ہو، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسجدوں کی آبادی کا ذریعہ بنادے اور ہماری اس کوشش کا صلہ دنیا وآخرت میں عطا فرمادے۔(آمین)۔

غیاث احمد رشادی

یکم ذی قعدہ،۱۴۲۳ھ

مقصد کے بغیر ادھورے

جو شخص اپنی قابلیت وصلاحیت سے جس چیز کو تیار کرتا ہے وہی سب سے زیادہ اس چیز کی تیاری کے مقصد سے واقف ہوتا ہے اگر کسی سائنسدان نے کوئی محیر العقول آلہ ایجاد کیا تو وہی اس آلہ کے مقصد کو حقیقی معنی میں بتا سکتا ہے، اگر بڑھئی اپنی مہارت سے کوئی چیز بنا دے تو وہی اس کی حقیقی غرض کو سمجھ سکتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان کو جس رب ذوالجلال نے پیدا کیا وہ ہماری پیدائش کا مقصد کیا بیان کرتا ہے؟ یہ تو نادانی ہوگی کہ انسان خود ہی اپنے طور سے اپنی پیدائش کے مقصد کا خاکہ تیار کر لے اور اس کے مطابق زندگی گزارے، عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کو جس خالق نے اپنی قدرت وطاقت سے پیدا کیا ہم اس سے خود یہ پوچھیں کہ اس نے ہمیں کیوں پیدا کیا؟ ظاہر ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے (اللہ) سے بالراست بات نہیں کر سکتے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ اس نے اپنے کلام میں ہماری پیدائش کا مقصد کیا بیان کیا ہے، وہ جان لیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (قرآن مجید) میں فرمایا وما خلقت الجن والانس الالیعبدون کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو میری عبادت کیلئے پیدا کیا۔ اس قدر وضاحت کے بعد اب کسی عقلمند انسان کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں کہ وہ اپنے حقیقی خالق کے بتائے ہوئے مقصد کو نہ مانے‘ یا اپنی عقل سے اپنی مرضی کے مطابق کوئی مقصد گھڑ لے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے لگ جائے ۔ دنیا کے معاملہ میں ہمارا دستور یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو اس کے بنانے والے کی غرض کے مطابق استعمال کرتے ہیں‘ بازار سے ہم کمپیوٹر خریدتے ہیں تو اس کمپیوٹر کے ساتھ ایک رہنما کاپی دی جاتی ہے جس میں کمپیوٹر کا تعارف، اس کی غرض اور اس کے استعمال کے طریقے موجود ہوتے ہیں، ہم اس رہنما کاپی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور اس کے مطابق اس کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ہم یہاں مقصد میں نہ تبدیلی کرتے ہیں اور نہ انحراف، جب ہم دنیوی معاملات میں بے جان چیزوں کو ان چیزوں کے بنانے والے کے مقصد سے ہٹ کر استعمال نہیں کرتے تو ہم اپنے آپ کو (جب کہ ہم میں

شعور، قوت و طاقت اور فہم و فراست سب کچھ ہے، کس طرح اپنے بنانے والے کے مقصد سے ہٹ کر استعمال کر سکتے ہیں۔

بہر حال پہلے ہمیں اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لینا بھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اس مقصد کو مان لینا بھی ہے اور پھر اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنا بھی ہے۔

اور پھر اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ مقصد کی تکمیل کے بغیر ہماری زندگی ادھوری اور بے کار ہے، جس طرح ہم دنیوی معاملات میں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کمپیوٹر ہے لیکن وہ ہمارے مقصد کو پورا نہیں کر رہا ہے تو ہم یا تو اس کو واپس کر دیتے ہیں یا اس کی مرمت کیلئے کسی کمپیوٹر انجینئر کے حوالے کر دیتے ہیں یا اس کو گھر کے کسی کونے میں ڈال دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو چیز جس مقصد کیلئے بنائی گئی اگر وہ اس مقصد میں پوری نہیں اتر رہی ہے تو وہ چیز یا تو بیمار کے مانند ہے یا مردے کے مانند ہے، اس چیز کو یا تو ڈاکٹر کے حوالے کرنا چاہیے یا کسی قبر میں دفنا دینا چاہئے۔ اس مثال سے ہم کسی دوسری چیز کو نہیں خود ہم اپنے آپ کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے خالق نے ہم کو اسکی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے، اگر ہم اس کے مقصد کے مطابق عبادت کرتے ہیں تو اسکی نگاہ میں ہم عقلمند ہیں، لیکن اگر ہم اسکے مقصد کے مطابق نہیں جی رہے ہیں تو پھر ہمارے بنانے والے کو اختیار رہے کہ وہ ہم کو کسی کونے میں ڈال دے یعنی جہنم رسید کر دے، اس لئے کہ ہم نے اس کا مقصد پورا نہیں کیا یا ہم کو معاف کر دے۔

انصاف کا تقاضہ کیا ہے؟

ہم تھوڑی دیر کیلئے اس معاملہ میں غیر سنجیدہ ہیں تو سنجیدہ ہو جائیں، کسی ناموافق ماحول میں رہنے کی وجہ سے بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے تو خلوت (تنہائی) میں چلے جائیں اور پھر ہم دنیا کے مختلف شعبوں، مختلف پہلوؤں اور مختلف امور پر غور و فکر کریں، شاید یہ سوچ اور یہی فکر ہم کو اس نتیجہ پر پہنچا دے جس نتیجہ پر پہنچ کر ہم ایک درست فیصلہ کر سکیں۔

جب ہم کسی دوسرے شہر جانے کا ارادہ لئے بس میں سوار ہوں اور دوسرے لوگ بھی بس میں بیٹھے ہوئے ہوں، ڈرائیور بھی اپنی نشست پر آ بیٹھا ہو اب لوگ منتظر ہوں کہ اب بس اسٹیشن سے نکلے گی لیکن ایک گھنٹہ گزر گیا' دو گھنٹے گزر گئے، بس حرکت ہی نہیں کر رہی ہے، اب ہم نے دیکھا کہ ڈرائیور اخبار کے مطالعہ میں مصروف ہے، کنڈکٹر کسی افسانہ کی کتاب پر نظریں جمائے بیٹھا ہے اب آپ ہی بتایئے کہ جس مقصد کے تحت ٹرانسپورٹ کے محکمہ نے ڈرائیور کو ملازمت دی ہے اگر وہ ڈرائیونگ کے بجائے اخبار کے مطالعہ میں مصروف ہو کیا محکمہ کے ذمہ داران اس پر اعتراض نہیں کریں گے اور آپ خود بھی اس ڈرائیور پر برہم نہیں ہوں گے، کیا آپ اس سے احتجاج نہیں کریں گے؟۔

آیئے! بس حقیقت سمجھ میں آ گئی اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لئے بھیجا تھا کہ ہم اسکی عبادت کریں لیکن ہم نے دنیا میں قدم رکھا، اب بیس سال ہوگئے پچیس سال ہوگئے تیس چالیس برس گزر گئے لیکن ابھی تک مقصد کی طرف ہماری نظر نہیں گئی جس مقصد کے تحت ہم کو پیدا کیا گیا تھا (یعنی عبادت) ہم نے اس مقصد کی طرف توجہ ہی نہیں کی بلکہ بس ڈرائیور کی طرح ڈرائیونگ کے بجائے اخبار کے مطالعہ میں مصروف رہے یعنی عبادت کے بجائے نافرمانی، سرکشی، غفلت و لاپرواہی میں رہے تو کیا ہمارے بنانے والے کو غصہ نہیں آئے گا' وہ ہم سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے اپنے مقصد کو پورا کیوں نہیں کیا؟۔

آپ اپنی بات کیجئے تو شاید ذاتی تجربہ کی وجہ سے بات جلد ہی سمجھ میں آ جائے کہ آپ نے اپنے ہاں ایک ملازم رکھا کہ وہ روزانہ آپ کے دفتر میں کام کرے، اگر وہ ملازم آپ کے مقصد کو پورا نہ کر پائے اور دفتر میں دفتر کا کام جو کہ مقصد ہے اس کو پورا کرنے کے بجائے پڑوس کے کسی آدمی کے گھر والوں کی خدمت کرنے لگ جائے تو آپ اس سے فوراً ہی کہیں گے کہ جناب! آپ مہینہ ختم ہونے پر تنخواہ بھی پڑوسی ہی سے لے لیجئے۔ شاید اب مزید مثالوں کی ضرورت نہ رہی اور یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگئی کہ ہم اللہ کے غلام اور بندے ہیں، اور اس نے جس مقصد کے پیش نظر ہم کو پیدا کیا ہے اس مقصد کی تکمیل کے ہم پابند بھی ہیں اب عقلمندی اسی میں

ہے کہ ہم اپنے رب کے غضب سے بچنے کیلئے ایک ہی کام کریں، وہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے ہمارے خالق و مالک نے ہم کو پیدا کیا اس مقصد کو پورا کر لیں یعنی اللہ کی عبادت کریں اور عبادتوں میں افضل عبادت نماز ہے، یہ وہ عبادت ہے کہ اس میں کوئی مستثنی نہیں ہے۔

مقصد اور ضرورت میں فرق

ہوسکتا ہے کہ ہم نے اب تک تمہیدی طور پر جو باتیں لکھی ہیں ان باتوں سے آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی ہو کہ اگر ہم صرف مقصد میں لگ جائیں گے تو کیا کھائیں گے کیا پئیں گے اور ہماری زندگی کیسے چلے گی؟ اس سوال کا پیدا ہونا فطری ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کے سوال کا جواب نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہماری زندگی دو چیزوں کے درمیان گھومتی ہے ایک ہے مقصد اور ایک ہے ضرورت' ہماری زندگی کا مقصد عبادت ہے اور زندہ رہنے کیلئے ضرورت کھانا پینا' رہنا سہنا' سونا جاگنا وغیرہ وغیرہ ہے۔ اور کھانے پینے ، پہننے اور رہنے سہنے کیلئے مال و دولت کی ضرورت ہے اور مال و دولت کے حصول کیلئے محنت ، مزدوری، تجارت، ملازمت، صنعت وحرفت وغیرہ کی ضرورت ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم ملازمت بھی کریں گے، محنت مزدوری بھی کریں گے، تجارت وزراعت بھی کریں گے، علم و ہنر میں مہارت بھی حاصل کریں گے، مختلف قسم کے فنون میں دلچسپی بھی لیں گے لیکن یہ سب ضرورت کی حد تک رہیں گے۔

یہاں مسئلہ دراصل اپنے آپ کو قابو میں رکھنے اور اعتدال کو قائم رکھنے کا ہے اور باریک بینی کے ساتھ اس حقیقت کو سمجھنے کا ہے کہ مقصد کے تابع ضروریات ہوتی ہیں، ضروریات کے تابع مقصد نہیں ہوتا' مقصد کو پورا کرنے کیلئے ضروریات ہوتی ہیں، ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مقصد کا وجود نہیں ہوتا' مقصد ایک ہوتا ہے اور مقصد کی تکمیل کیلئے ضروریات جدا جدا ہوتی ہیں' مقصد میں تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ ضروریات میں تبدیلی کی گنجائش ہے۔ مقصد کو پانے کیلئے ضروریات کو آگے پیچھے کیا جاسکتا ہے لیکن ضروریات کو پانے کیلئے

مقصد کو آگے پیچھے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ کو کلکتہ جانا ہے یہ آپ کا عارضی مقصد ہے، اس مقصد کیلئے آپ بس کا رزرویشن کراتے ہیں یہ ضرورت ہے، اگر آپ کو بس کا رزرویشن نہیں ملتا تو آپ ٹرین کے ذریعہ سفر کرنے کی تیاری کرتے ہیں یہاں غور کیجئے کہ مقصد کو پانے کیلئے آپ نے ضروریات میں تبدیلی کی کہ بس کے بجائے ٹرین سے جانے کیلئے تیار ہو گئے لیکن آپ نے ایسا تو نہیں کیا کہ بھائی کلکتہ کیلئے بس کا رزرویشن نہیں ملا، اس لئے میں ممبئی چلا جاؤں گا لوگ اس وقت ایسے شخص کو دیوانہ کہیں گے بالکل اسی طرح ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت ہے اس مقصد کیلئے مختلف اسباب وضروریات کو اختیار کریں گے، کوئی تجارت کرے گا اور مقصد یہ ہوگا کہ تجارت سے جو نفع ملے گا اس سے اپنے معاش کا مسئلہ حل کروں گا اور جو کچھ میسر آئے گا کھا کر اور اپنے اہل وعیال کو کھلا کر اللہ تعالیٰ کی میں بھی عبادت کروں گا اور میرے اہل وعیال بھی عبادت کریں گے، اس طرح اس تاجر کی ضرورت بھی پوری ہوگئی اور مقصد بھی پورا ہو گیا۔ اسی طرح زراعت کرنے والوں اور ملازمت کرنے والوں کی مثال ہے اگر ایک آدمی مقصد اور ضرورت کے درمیان چالیس پچاس برس کے گزر جانے کے باوجود فرق نہ کرے تو پھر تو وہ عقلمند کہے جانے کے قابل نہیں۔ ہم اس ڈاکٹر کے بارے میں تو تجزیہ و تبصرہ کرتے ہیں کہ فلاں ڈاکٹر نے علاج کیا مگر مقصد میں کامیاب نہ ہوا، مگر ہم اپنی زندگی کے بارے میں کبھی تجزیہ وتبصرہ نہیں کرتے کہ ہم نے اپنی طویل زندگی گزاری مگر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

سب سے پہلی عبادت ''نماز''

ہم اللہ تعالیٰ کے پیدائشی غلام اور بندے ہیں اور موت تک کیلئے غلام ہیں، یہ ایسی غلامی اور بندگی ہے کہ پل بھر کیلئے بھی اس غلامی اور بندگی سے آزادی نہیں لی جا سکتی، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ دنیا سے الگ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ جانے ہی کا نام عبادت ہے

بلکہ اسلامی احکام وحدود کے دائرہ میں رہ کر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ آپ جو بھی کام کریں وہ عبادت ہے، دن بھر کے کاروبار، ملازمتیں اور محنت مزدوری بھی عبادت ہے، بھوک لگنے پر کھانا اور پینا بھی عبادت ہے ،تلاش معاش کیلئے دوڑ دھوپ کرنا بھی عبادت ہے ، صلہ رحمی کیلئے رشتہ داروں سے ملاقات بھی عبادت ہے ،کسی کی موت پرتعزیت اور کسی کی بیماری پر عیادت بھی عبادت ہے، پڑوسی کا سودا سلف لانا ،اپنے اہل وعیال اور بھائی بہنوں میں ہنسنا بولنا اوران کے مسائل کوحل کرنا بھی عبادت ہے، ماں باپ کی خدمت واطاعت بھی عبادت ہے ، ذکر واذکار اورتلاوت قرآن بھی عبادت ہے' اگلے دن پھر سے اللہ کی عبادت کرنے کیلئے رات کا سونا بھی عبادت ہے، ان تمام عبادتوں کے ساتھ ساتھ استطاعت پر کعبۃ اللہ کا حج بھی عبادت ہے،صاحب نصاب ہوتو مال کی زکوۃ بھی عبادت ہے، رمضان کا مہینہ پالے تو روزہ بھی عبادت ہے، سائل اورفقیر دروازہ پر ہوتو صدقہ وخیرات بھی عبادت ہے اورانہی عبادتوں کیساتھ شب وروز پانچ وقت کی نماز بھی عبادت ہے۔

روزہ زمین پرفرض ہوا، زکوۃ زمین پرفرض ہوئی ، حج زمین پرفرض ہوامگرنماز آسمانوں کی بلندیوں پرفرض ہوئی، زوزہ کی فرضیت زمین پر بھیجی گئی ،زکواۃ کی فرضیت زمین پر بھیجی گئی اورحج کی فرضیت زمین پر بھیجی گئی جب کہ نماز کی فرضیت کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کومعراج کی رات اپنے مقرب فرشتے جبرئیل امین کے ذریعہ اپنے قریب بلایا اورآپ ﷺ کیلئے اورآپ ﷺ کی امت کیلئے یہ تحفہ دیا گیا،نماز وہ عبادت ہے کہ اس عبادت سے پہلے نہ روزہ فرض تھا نہ زکوۃ فرض تھی اور نہ حج فرض تھا۔ اس لئے کہ نماز مکی دور میں معراج کی رات فرض ہوئی جب کہ باقی سارے فرض اس کے بعد فرض کئے گئے

آپ ﷺ کی سب سے آخری وصیت نماز

نبی رحمت ﷺ نے اپنی ۶۳ سالہ نبوی زندگی میں اپنی امت کو ہزاروں نصیحتیں انفرادی و اجتماعی طور پرفرمائی ہیں لیکن آپ ﷺ کی آخری وصیت کیاتھی اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے

حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دن بلکہ آخری لمحات میں حضرت فاطمہؓ کو تمام عورتوں کی سردار قرار دیا، حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بلایا اور دونوں کو چوما اور ان کے احترام کی وصیت کی پھر ازواج مطہرات کو بلایا اور ان کو نصیحتیں کیں پھر علی مرتضیٰؓ کو بلایا ان کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا اور ان کو بھی نصیحت فرمائی اور فرمایا الصلواۃ الصلوۃ و ماملکت ایمانکم نماز نماز اور تمہاری باندیاں یعنی نماز کا اہتمام کرو اور باندیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آخری وصیت یہی تھی حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اسی ارشاد کو حضورﷺ کئی بار دہراتے تھے۔

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال ''نماز''

جب انسان قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے تو انہیں یا تو اپنے کئے ہوئے نیک اعمال کی جزا ملے گی یا ان کے برے اعمال کی سزا ملے گی اور اللہ تعالیٰ انسانوں سے ان اعمال کے بارے میں پوچھے گا جن کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور انسان غفلت اور لاپرواہی سے ان اعمال کے کرنے سے محروم تھا، اور ان اعمال کے بارے میں بھی پوچھے گا جن سے باز رہنے کا حکم دیا گیا تھا اور انسان نے ان ممنوعہ کاموں میں اپنے آپ کو مبتلا کیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ (اعمال تو بہت ہوں گے جن کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہوگا، حقوق اللہ سے بھی ہوگا) سب سے پہلے قیامت کے دن کس عمل کی پوچھ ہوگی اس کا جواب اس حدیث میں ملتا ہے:

عن عبداللّٰہ بن قرطؓ قال قال رسول اللّٰہ اول مایحاسب به العبد یوم القیمة الصلوٰۃ فان صلحت صلح سائر عمله و ان حسنت حسنت سائر عمله

حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اگر نماز اچھی ہوئی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے، اس حدیث سے یہ بنیادی بات تو معلوم ہوگئی کہ سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا جس سے خود نماز کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ ہو رہا ہے لیکن اس کے بعد کا جملہ نماز کی

اہمیت کو اور بڑھا دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے سارے اعمال کا اچھا ہونا نماز کے اچھے ہونے پر موقوف قرار دیا، اگر نماز اچھی ہوئی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے اور اگر نماز خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب ہوں گے۔

جو لوگ دین کے دوسرے امور میں دلچسپی رکھتے ہیں اور نماز جیسی نا قابل ترک عمل کو ترک کر دیتے ہیں اور اس غفلت و لا پرواہی پر فخر بھی کرتے ہیں اور یوں کہہ دیتے ہیں کہ صرف نماز پڑھ لینے سے کچھ نہیں ہوتا اور نماز کی اہمیت کو گرا دینے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں پھر سے اپنے موقف پر نظر کر لینا چاہئے، یہ اور بات ہے کہ صرف نماز پڑھ لینا اور دین کے دوسرے امور میں لا پرواہی کرنا بھی جرم ہے لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں کہ کسی ایک فریضہ کو اونچا دکھلانے کیلئے کسی دوسرے فریضہ کی تحقیر کی جائے۔

نماز کے حکم کیلئے مختلف قرآنی الفاظ

قرآن مجید میں نماز کی فضیلت' فرضیت اور نماز کے طریقے سے متعلق مختلف آیات ہیں، یہاں ہم سب سے پہلے ان آیات کا سہارا لیتے ہوئے جن میں نماز کا حکم دیا گیا ہے یہ بتلائیں گے کہ کس کس انداز سے نماز کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں نماز کا حکم جہاں جہاں دیا گیا ہے عموماً وہاں اقیموا کا لفظ ملتا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ نماز کو قائم کرو۔کہیں نماز کا حکم حافظوا کے ذریعہ دیا گیا کہ حافظوا علی الصلوات نمازوں کی محافظت کرو۔کہیں صلواۃ کا لفظ جیسے فليصلوا معك اسی طرح فصل لربك آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے۔کہیں آپ ﷺ کو بطور خاص نماز کے قائم کرنے کا حکم یوں دیا گیا۔واقم الصلوٰۃ اور نماز کی آپ پابندی رکھئے۔کہیں اوصیٰ کا لفظ ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت مریم کی گود میں یوں کہا واوصانی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، کہیں سبح کے لفظ سے یہ حکم دیا گیا کہ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس الخ یہاں تسبیح سے مفسرین نے نماز مراد لیا ہے کہیں اوحینا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسے و اوحينا اليهم فعل الخيرات و اقام الصلوٰۃ کہ ہم نے ان کے

پاس نیک کاموں کے کرنے کا اور خصوصاً نماز کی پابندی کا حکم بھیجا، کہیں حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت کے پیرایہ میں یہ حکم دیا گیا یبنی اقم الصلوٰۃ اے بیٹے! نماز کو قائم کر اور کہیں اقمن الصلوٰۃ کا لفظ استعمال کیا گیا جس میں بطور خاص ازواج مطہرات کو نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قائم کرو نماز

بہر حال پچھلے مضمون سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کا حکم مختلف الفاظ کے ذریعہ دیا گیا ہے اب یہ بات رہ گئی کہ قرآن مجید میں جتنے الفاظ اور انداز اختیار کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر الفاظ و انداز یہی ہے کہ واقیموا الصلوٰۃ ۔(۱) چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۴۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واقیموا الصلوٰۃ واتوالزکواۃ وارکعوا مع الراکعین اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ، سورۂ بقرہ کی آیت (۴۱) سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے مختلف ایسے احکام نافذ فرمائے ہیں جن کا تعلق عقائد و اعمال وغیرہ سے ہے، ان آیات میں انہیں بعض اہم کاموں کے کرنے کا اور بعض ناجائز امور سے بچنے کا حکم بھی دیا ہے، اس سلسلہ میں انہیں ایک حکم نماز کا بھی دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا حکم صرف امت محمدیہ کیلئے نہیں ہے بلکہ پچھلی امتوں کو بھی نماز کے قائم رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔(۲) سورہ ءبقرہ کی آیت ۸۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

واذاخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسکین وقولوا للناس حسنا و اقیموالصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ ثم تولیتم الاقلیلا منکم وانتم معرضون ۔

اور وہ زمانہ یاد کرو جب لیا ہم نے قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا کسی کی بغیر اللہ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور یتیموں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور تمام لوگوں سے جب کوئی بات کہنا ہو تو اچھی طرح خوش خلقی سے کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ، پھر ہم اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے،

اور تمہاری تو معمول عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا۔

اس آیت سے ایک بات یہ معلوم ہوگئی کے پچھلی شریعتوں میں بھی نماز کا حکم موجود تھا اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ بنی اسرائیل سے جہاں توحید پر قائم رہنے، ماں باپ رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا عہد لیا گیا تھا وہیں نماز کے قائم کرنے کا بھی عہد لیا گیا تھا، مگر بنی اسرائیل اپنے اس عہد پر قائم نہ رہی جس کی وجہ سے طرح طرح کے عذابوں کا شکار ہوگئی ۔

(۳) سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی نماز کے قائم کرنے کا حکم یوں دیا گیاالم ترالی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ ۔

کیا تو نے ان لوگوں کونہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔(۴) سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فاذااطماننتم فاقیمواالصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کا نت علی المومنین کتابا موقوتاً

پھر جب تم مطمئن ہو جاوتو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو، یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔سورۂ نساء کی پچھلی آیات میں جنگ جیسے ہنگامی حالات میں نماز پڑھنے کی مخصوص صورت وشکل بیان کی گئی، پھر اس آیت میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ جب حالات درست ہو جائیں تو معمول کے مطابق نماز کو قائم رکھو۔(۵) سورہ انعام کی آیت نمبر ۷۲ میں یوں حکم دیا گیا وان اقیمو الصلوٰۃ واتقوہ و ھوالذی الیہ تحشرون (اور ہم کو تو یہ حکم ہوا ہے) کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے (یعنی اللہ سے) ڈرو اور وہی اللہ ہے جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے۔سورۂ انعام کی اس آیت سے پہلے موجود آیات میں پیارے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ مشرکوں سے شرک سے بیزاری کا اظہار اور راہ حق سے گہرے ربط وضبط کی بات کہہ دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ ہم کو پروردگار کی تابع داری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی کہ ہم نماز کو قائم کریں اور تقویٰ کی روش اختیار کریں (۶) سورۂ یونس کی آیت نمبر ۸۷ میں یہ بات

ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی۔

واوحينا الى موسىٰ واخيه ان تبوالقومكمابمصر بيوتاواجعلوا بيوتكم قبلة و اقيموا الصلوٰ ة وبشرالمومنين

اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کے بھائی ہارون علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے بدستور مصر میں گھر برقرار رکھواور نماز کے اوقات میں تم سب اپنے انہی گھروں کونماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لواور نماز کی پابندی رکھواور اے موسیٰ علیہ السلام آپ مسلمانوں کو بشارت دیجئے۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی قوم کونماز کے قائم رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔(۷) سورۂ حج کی آیت نمبر ۷۸ میں نماز کے قائم کرنے کا حکم یوں دیا گیا۔

فاقيموا الصلوٰة واتوالزكوٰة واعتصموابا لله هو مولٰكم فنعم المولىٰ ونعم النصير بس تم لوگ نماز کی پابندی رکھواور زکوٰۃ دیتے رہواور اللہ ہی کومضبوط پکڑے رہو، وہ تمہارا کارساز ہے، سوکیسا اچھامددگار ہے۔(۸) سورۂ نور کی آیت نمبر ۵۶ میں بھی نماز زکوٰۃ اور اطاعت رسول کاحکم اس انداز میں دیا گیا ہے۔ واقيموا الصلوٰة واتوالزكوٰة واطيعوالرسول لعلكم ترحمون۔ اے مسلمانو! نماز کی پابندی رکھواور زکوۃ ادا کیا کرواور رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔(۹) سورۂ روم کی آیت نمبر ۳۱ میں انابت الی اللہ (اللہ کی طرف رجوع ہونے) اسی اللہ سے ڈرنے اور نماز قائم کرنے اورمشرکوں میں نہ ہونے کا حکم یوں دیا گیا۔ منيبين اليه واتقوه واقيموا الصلوٰة ولا تكونوامن المشركين تم خدا کی طرف رجوع ہوکر فطرت الٰہی کا اتباع کرواوراس سے ڈرواور نماز کی پابندی کرواور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو۔(۱۰) سورہ ءمجادلہ کی آیت نمبر۱۳ میں یوں فرمایا: اشفقتم ان تقدموابين يدى نجواكم صدقت فاذلم تفعلواوتاب اللّه عليكم فاقيموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة واطيعواالله ورسوله واللّه خبير بما تعملون۔ جب صحابہ کوکسی خاص مصلحت کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ سے سرگوشی سے پہلے صدقہ خیرات کیا کروتو یہ بات فقراء صحابہ کیلئے بڑی دشوار تھی اس لئے کہ وہ غریب وفقیر تھے، ان میں اسکی استطاعت نہ تھی کہ صدقہ و

خیرات کرتے ،تو قرآن مجید کی اس آیت میں ان صحابہ کرامؓ سے کہا گیا کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل صدقہ خیرات دینے سے ڈر گئے خیر! جب تم نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال پر عنایت فرمائی تو تم نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ و رسول کا کہنا مانا کرو اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

(۱۱) سورۂ مزمل کی آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایاواقیمواالصلوٰۃ واتوا الزکواۃ واقرضوااللّٰہ قرضًا حسنًا اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو (۱۲) سورۂ بینہ کی آیت نمبر ۵ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اہل کتاب کو سابقہ آسمانی کتابوں کے ذریعہ یہ احکامات دئے گئے تھے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں۔ وما امرواالا لیبعدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیمواالصلوٰۃ ویوتواالزکوۃ و ذالك دین القیمة۔ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کیلئے خالص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا۔ بہر حال ہم نے اس مضمون کے تحت قرآن مجید میں بکھری ہوئی ان آیات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن آیات میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو

مومنوں اور مسلمانوں کو اپنے دین و ایمان پر قائم رہنے میں مختلف قسم کے مصائب اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے، ایسے حالات میں ایک ایمان والے کو اپنا رخ اس طرف کرنا ہے جہاں ان مصائب اور تکالیف سے چھٹکارا پانے کا حل موجود ہے اور وہ ایک ہی دربار ہے جہاں بندے کو قلبی سکون ملتا ہے، بدن کو راحت بھی اور دماغ کو سرور بھی میسر آتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے فائدے کیلئے ایک نسخۂ اکسیر عنایت فرمایا جس میں ایک طرف نماز کے قائم کرنے کا اشارہ بھی ہے تو دوسری طرف اس نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کا حکم

بھی، چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا یاایھاالذین امنوااستعینوابالصبرو الصلوٰۃ ان اللّٰہ مع الصٰبرین اے مسلمانو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں سورۂ بقرہ کی آیت ۴۵ میں بھی اسی قسم کا حکم موجود ہے واستعینوابالصبر والصلوٰۃ وانھالکبیرۃ الاعلی الخشعین آج کا زبردست المیہ یہ ہے کہ ضعیف الایمان لوگ محلّہ کے دادا کا سہارا لینے، شہر کے سیاسی قائد کی مدد لینے اور حکومت کے وکیل کا سہارا لینے کی صبح وشام کوشش میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو اپنی پستی، کمزوری اور بیچارگی کے عالم میں صرف یہی محتاج اور کمزور لوگ نظر آتے ہیں اور اپنی زندگی کے قیمتی ایام کو ان کے پیچھے پڑ کر ضائع کردیتے ہیں اللہ کے یہ بندے اگر اپنی زندگی کے چند لمحات رب ذوالجلال کے دربار میں پہنچ کر اس کی حمد وثنا، تسبیح وتحمید میں لگادیتے اور وہ ایک سجدہ خلوص وللّٰہیت، خشوع وخضوع کے ساتھ کرلیتے تو ان کے سارے غم خوشی میں بدل جاتے، ان کی پریشانیوں کے زخم مندمل ہوجاتے، ان کی پستی کے دن دور ہوجاتے، انکی مصیبتوں کی گھڑیاں انہیں پلٹ کر نہ دیکھتیں' افسوس ہے ایسے لوگوں کی زندگی اور ان کی کم عقلی پر کہ ان کو ابھی تک یہ ہوش نہ آیا کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اسی کے ہاتھ میں ان کی کامیابی کی کنجی موجود ہے۔

حفاظت کرو نماز کی

ہم نے یہ بات پہلے ہی بتادی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کیلئے ایک لفظ محافظت کا بھی استعمال کیا ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت (۲۳۸) میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للّٰہ قانتین محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیانی والی نماز کی خصوصًا اور نماز میں کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے، اور سورۂ انعام کی آیت نمبر (۹۳) میں فرمایا والذین یومنون بالآخرۃ یومنون بہ وھم علی صلاتھم یحافظون اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ نماز پر ہمیشگی رکھتے ہیں۔

سارے ہی مسلمانوں کواس نکتہ پر توجہ دینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اقرا والصلوٰۃ کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے کہ نماز پڑھو بلکہ بیشتر جگہوں میں اقیموا اور حافظوا جیسے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں کہ نماز قائم کرواور نماز کی محافظت کرو، ان دونوں الفاظ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد اصلی یہ ہے کہ مومن و مسلمان نماز کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنالیں جس طرح ستون کو کسی جگہ کھڑا کر دیا جاتا ہے تو وہ ہمیشہ وہیں کھڑا رہتا ہے، اسی کو ستون کہتے ہیں جس طرح عمارت کا ستون ہمیشہ قائم رہتا ہے مومن کی زندگی میں نماز کا قیام بھی اسی طرح ہونا چاہیئے، اس لئے حدیث میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا کہ الصلوٰۃ عمادالدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اسنے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو ترک کر دیا گویا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

آج ہماری نادانی کا یہ عالم ہے کہ اگر ہماری مسجد کو کوئی ڈھا دیتا ہے تو ہم احتجاج کرتے ہیں (یقیناً احتجاج کرنے کا پورا پورا حق ہمیں ہے اور ہم اس حق سے دستبردار ہو ہی نہیں سکتے) لیکن پیارے پیغمبر ﷺ کی اس حدیث کی رو سے ہم نماز جیسی اہم عبادت کو اپنی زندگی سے نکال کر اپنے دین کو ہم خود ڈھا رہے ہیں، بھلا ہمارے دین کو ہم جب ڈھا دیں تو اس پر احتجاج ہم خود کریں یا غیر کریں گے؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے جو ہر وقت ہمارے سامنے ہے، اس سوالیہ نشان کو مٹانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم نماز کی حفاظت بھی کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا لفظ نماز کیلئے استعمال فرمایا ہے کہ حافظوا علی الصلوٰت کہ نمازوں کی محافظت کرو حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پابندی کے ساتھ ادا کرو یعنی ہمیشہ ہمیشہ نماز پڑھو، ظاہر ہے کہ مال کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اس مال پر اپنی نگاہ رکھی جائے وہ مال کیسے محفوظ رہے گا جس پر کسی دن نگاہ رکھی جائے اور کسی دن نہیں؟ آج کے مسلمانوں کی حالتِ زار یہ ہے کہ وہ دنیا کے کام بھی اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور دین کے کام بھی اپنی ہی مرضی سے کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دل میں آتا ہے تو نماز پڑھتے ہیں اور دل میں آتا ہے تو چھوڑ دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز بھی انکی خواہشات کی غلام بن گئی (نعوذ باللہ)۔

قرآن مجید میں پانچ نمازوں کا حکم

وسبح بحمدربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و من آناء اللیل فسبح و اطراف النهار لعلك ترضیٰ (۱۳۰/ طٰهٰ) اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔ آفتاب نکلنے سے پہلے (نماز فجر) اور اس کے غروب سے پہلے (ظہر و عصر) اور اوقات شب میں بھی تسبیح کیا کیجئے (نماز مغرب وعشاء) اور دونوں کے اول و آخر میں تا کہ آپ کو جو ثواب ملے اس سے آپ خوش ہوں وسبح بحمدربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحه وادبار السجود (۳۹/ق)

فسبحٰن اللّٰه حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیاً وحین تظهرون (۱۸/الروم) سوتم اللہ کی تسبیح کرو اور خصوصًا شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت بھی تسبیح کیا کرو (چنانچہ مساء میں مغرب وعشاء آ گئی اور عشیٰ میں ظہر وعصر دونوں داخل تھے مگر ظہر صراحتہً مذکور ہے اس لئے صرف عصر مراد رہ گئی اور صبح بھی تصریحاً مذکور ہے اس لئے کہ حین تصبحون کہا گیا ہے۔قرآن مجید میں جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ہیں قبل طلوع الشمس۔ قبل الغروب۔ آناء اللیل۔ اطراف النهار۔ ومن اللیل۔ حین تمسون۔ حین تصبحون۔ عشیاً حین تظهرون اور جہاں جہاں ان الفاظ کے ساتھ تسبیح وتحمید کا حکم دیا گیا ہے وہاں مفسرین نے عمومًا نماز مراد لی ہے، ہم نے یہاں سورۂ طٰہٰ اور سورۂ روم کی تین آیات نقل کی ہیں جن سے پنج وقتہ نمازوں کا اشارہ ملتا ہے، ان آیات کے علاوہ اور بھی آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جو اس قسم کی ہیں، طوالت کے خوف سے ہم نے انہی آیات پر اکتفا کیا ہے۔

جو نمازی نہیں وہ متقی بھی نہیں

عام لوگوں کا مزاج یہ ہے کہ وہ اپنے متقی ہونے کا معیار خود اپنی مرضی سے قائم کر لیتے ہیں، متقی وہ نہیں جو اپنے آپ کو متقی سمجھے بلکہ متقی وہ ہے جس کو قرآن کی آیتیں اور نبی رحمت ﷺ کی

حدیثیں متقی قرار دیں، بعض لوگ مخصوص قسم کا لباس پہن لینے ہی کو تقویٰ سمجھتے ہیں اور جب اس لباس کو پہن لیا تو گویا وہ متقی ہو گئے، بعض لوگ مخصوص قسم کی گفتار و رفتار کو تقویٰ سمجھ لیتے ہیں اور جب وہ گفتار و رفتار اختیار کر لیتے ہیں تو گویا متقی ہو گئے حالانکہ کسی بھی شخص کو اپنے طور پر تقویٰ کا معیار متعین کر لینے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ہر شخص قرآن مجید اور احادیث شریفہ کا محتاج ہے، اب سوال یہ ہے کہ قرآن کس آدمی کو متقی کہتا ہے، اس کا جواب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات ہی میں مل جائے گا الم ذالك الكتٰب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة وممارزقنهم ينفقون (۳/ البقرہ) اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اب آپ ہی غور کریں اور فیصلہ کرلیں کہ قرآن مجید نے کن لوگوں کو اور کن اوصاف کے مالک خوش نصیبوں کو متقی قرار دیا ہے۔

بڑی نیکی تو یہ ہے

ليس البران تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البرمن آمن بالله واليوم الآخر والملٰئكة والكتٰب والنبيين وآتى المال على حبه ذوى القربىٰ واليتٰمىٰ والمسٰكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوٰة واتى الزكوة والموفون بعهدهم اذا عهدوا والصٰبرين فى الباساء والضراء وحين الباس اولٰئك هم المتقون۔ نیکی کچھ بھی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کیدن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں

اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں متقی ۔

ابتداء اسلام میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے پھر بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، اس حکم پر یہود ونصاریٰ نے شور مچایا اور طرح طرح کی باتیں کہیں تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ سارا دین اسی بات پر منحصر نہیں ہے کہ اپنا رخ مغرب کی طرف کرلو یا مشرق کی طرف، پھر اصل کمال اور اصل نیکی کے کام کیا ہیں، ان کی تفصیلات بیان کی گئیں اور نیکی کے ان اصل کاموں میں چند حقوق اللہ بھی بیان کئے گئے اور چند حقوق العباد بھی ۔حقوق اللہ میں نماز کے قائم کرنے کا ذکر بھی کیا گیا، سورۂ انعام کی آیت نمبر ۷۱ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا وہیں تقوی کا بھی حکم دیا وان اقیموا الصلوٰۃ واتقوہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو، سورۂ روم کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی تقویٰ کے ساتھ نماز کا حکم ہے منیبین الیہ و اتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو اور اسی سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اصل نیکی نیکی کے کاموں میں ایک نماز کا قائم کرنا بھی ہے' اس آیت سے ہمارے پچھلے مضمون یعنی جو نمازی نہیں وہ متقی بھی نہیں کی تائید بھی ہوتی ہے، اس لئے کہ اصل نیکی کے تمام کاموں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ ایسے کاموں کے اختیار کرنے والے ہی حقیقت میں سچے، متقی و پرہیز گار لوگ ہیں ۔

ایمان، نماز اور زکوٰۃ

قرآن مجید کی بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں ایمان اور زکوٰۃ کے ساتھ نماز کا بھی حکم دیا گیا ہے گویا ان تینوں چیزوں کو متعدد بار ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔

(۱) چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الذین امنوا و عملوا الصّٰلحٰت واقامو الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اور نماز کی پابندی

کی اور زکوۃ دی ان کیلئے ان کا ثواب ہوگا ان کے پروردگار کے نزدیک اور آخرت میں ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے ،اس آیت میں پہلے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کا ذکر ہے پھر نماز کے قائم کرنے والوں اور زکواۃ دینے والوں کا ذکر ہے۔

(۲) سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۶۳ میں یوں ہے۔والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ والمومنون باللّٰہ والیوم الآخر اولئك سنو تیھم اجر اعظیما اور نماز کو قائم کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں ہم اجر عظیم دیں گے ۔اس آیت میں نماز پڑھنے والوں زکوۃ دینے والوں اور ایمان رکھنے والوں کو اجر عظیم کی بشارت دی گئی۔

(۳) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر۱۲ میں بھی یوں فرمایا گیا لئن اقمتم الصلوٰ ۃ واتیتم الزکو ۃوآمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللّٰہ قرضاًحسنالا کفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتھاالانھٰر اگرتم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تم سے تمہارے گناہ دور کردوں گا اور ضرور تم کو ایسے باغوں میں داخل کردونگا جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی ،اس آیت میں نماز ،زکوۃ اور ایمان بالرسل وغیرہ کی شرط پر یہ بشارت دی گئی کہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو مٹا دیا جائے گا، اور انہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا بہرحال اس آیت میں بھی ایمان ،نماز اور زکواۃ تینوں کو جمع کیا گیا۔

(۴) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ میں یوں ہے انماولیکم اللّٰہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں، نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے۔اس آیت میں بھی ایمان نماز اور زکوۃ کا تذکرہ ہے اور ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کا دوست قرار دیا گیا ہے۔

(۵) سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۸ میں یوں فرمایا گیا انما یعمر مسجد اللّٰہ من امن باللّٰہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکواۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسیٰ اولئك ان یکونوا من المھتدین ہاں! اللہ کی مسجد کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بغیر اللہ سے کسی سے نہ ڈریں، سو ایسے لوگوں کی بابت توقع ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جاویں گے۔ اس آیت میں بھی ایمان کے ساتھ نماز اور زکواۃ کا تذکرہ ہے اور ایسے لوگوں کے ہدایت یافتہ ہونے کی خوشخبری دی گئی جو ایمان نماز زکواۃ کے ساتھ خشوع وخضوع اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

(۶) سورۂ نمل کی آیت نمبر (۳) میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ھدی وبشریٰ للمومنین الذین یقیمون الصلوٰۃ و یو تو ن الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون یہ آیتیں ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری سنانے والی ہیں جو ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں بھی ایمان والوں، نماز قائم کرنے والوں، اور زکواۃ دینے والوں کا ذکر کیا گیا اور یہ بتلایا گیا کہ قرآن مجید ایسے لوگوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

(۷) سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۴ میں بھی تقریباً اسی قسم کا مضمون موجود ہے۔ ھدی ورحمۃ للمحسنین الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتو ن الزکوٰۃ وھم با لآخرۃ ھم یوقنون کہ یہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاموں کیلئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکواۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے اپنی کمزور تحقیق اور اپنے ناقص علم کے اعتبار سے ان چند آیات کو جمع کیا ہے جن میں ایمان اور زکوۃ کے ساتھ نماز اور نمازیوں کا تذکرہ ہے، یہ عین ممکن ہے کہ ان آیات کے علاوہ دوسری متعدد آیات بھی اسی قسم کی ہوں۔

نماز اور زکوۃ

ہم نے پچھلے مضمون میں ان آیات کو جمع کیا جن میں ایمان، نماز اور زکواۃ کا تذکرہ تھا ہم یہاں ان آیات کو جمع کرنیکی کوشش کررہے ہیں جن میں نماز اور زکواۃ کا تذکرہ ہے سورۂ بقرہ

کی آیت نمبر (۴۳) میں یوں کہا گیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکواۃ وارکعوا مع الراکعین اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور دو زکوۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوۃ دونوں کا حکم دیا ہے، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳ میں یوں ہے، واذاخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانا واقیموا الصلوٰۃ واتو الزکواۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور کنبہ والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور کہو سب لوگوں سے نیک بات اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکواۃ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے سے تم میں، اور تم ہی ہو پھرنے والے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جہاں توحید، ماں باپ کے ساتھ احسان وغیرہ کا عہد لیا وہیں نماز کے قائم رکھنے اور زکواۃ دیتے رہنے کا بھی عہد لیا

(۳) سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ میں بھی نماز کے ساتھ زکوۃ کا حکم ہے، اس آیت کی تشریح ہم نے ''بڑی نیکی یہ ہے'' کے عنوان کے تحت کر دی ہے

۴) سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوالزکوۃ مکی دور میں مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت نہ تھی چونکہ مسلمان کمزور تھے' کم تھے' محترم شہر میں تھے' کافروں کا ان پر غلبہ تھا اسلئے مسلمانوں کو یہی حکم تھا کہ وہ اپنے ہاتھ جنگ و جہاد سے روکے رکھیں اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیا کریں، یہ آیت تشریح طلب ہے ہم نے صرف یہاں اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے اس آیت کا سہارا لیا ہے کہ اس آیت میں نماز کے ساتھ زکواۃ کا حکم بھی ہے۔

(۵) سورۂ نساء کی آیت نمبر (۱۶۲) میں بھی نماز کے قائم کرنے والوں اور زکوۃ دینے والوں کا ذکر خیر ہے۔ لکن الراسخون فی العلم منھم والمومنون یومنون بماانزل الیک وماانزل من قبلک والمقیمین الصلواۃ والموتون الزکواۃ والمومنون باللہ والیوم الآخر اولئک سنوتیھم اجرء عظیما اس آیت میں اہل کتاب کے ان نیک

بخت لوگوں کی مدح سرائی کی گئی ہے کہ ان اہل کتاب میں بعض ایسے سعادت مند بھی ہیں جو علم میں بڑے مضبوط ہیں، یہ ایمان والے بھی ہیں ایسے کہ گزشتہ کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں اور قرآن پاک پر بھی اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں، اللہ اور یوم آخرت پر ایمان بھی رکھتے ہیں، ایسے پاکباز لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ہم اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

(٦) سورۂ توبہ کی آیت نمبر ١١ میں بھی نماز کے ساتھ زکواۃ کا تذکرہ ہے۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ و اتوالزکواۃ فا خوانکم فی الدین سو اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے، اس سورۃ کی آیت نمبر (۵) میں بھی نماز کے ساتھ زکواۃ کا تذکرہ ہے۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

(۸) سورۂ مریم کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی نماز اور زکواۃ کا تذکرہ ہے وا وصانی بالصلواۃ والزکواۃ مادمت حیاً اس آیت کی تشریح مستقل آگے ایک مضمون کے تحت آئے گی

(۹) سورۂ مریم کی آیت نمبر ۵۵ میں بھی نماز کے ساتھ زکواۃ کا تذکرہ ہے۔ وکان یا مراھله بالصلٰواۃ و الزکوۃ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے متعلقین کو نماز اور زکواۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اس آیت کی تشریح بھی مستقل مضمون میں آئے گی۔

(۱۰) سورۂ النباء کی آیت نمبر ۷۳ میں بھی نماز اور زکواۃ کا ایک ساتھ حکم ہے وجعلنم ائمة یھدون بامرنا واحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ و کانوا لنا عبدین اس آیت سے پہلے حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا تذکرہ ہے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ یہ راہ بتلاتے ہیں اور ہم نے ان کو حکم دیا نیکیوں کے کاموں کا اور نماز کے قائم کرنے کا اور زکواۃ دینے کا اور وہ تو ہماری بندگی میں لگے ہوئے تھے۔

(۱۱) سورۂ حج کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذکر ہے الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وا تواالزکواۃ وامروا بالمعروف ونھواعن المنکر اس آیت میں صحابہ کرام کے بارے میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے بتائی کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور زکواۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے

(۱۲) سورۂ حج کی آیت نمبر ۷۸ میں بھی نماز کے ساتھ زکواۃ کا حکم ہے و اقیموا الصلوٰۃ واتواالزکوٰۃ و اعتصموا با للّٰہ سوتم لوگ نماز کی پابندی رکھواور زکواۃ دیتے رہواور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو۔

(۱۳) سورۂ مزمل کی آیت نمبر ۲۰ میں بھی نماز اور زکواۃ کا حکم ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکواۃ واقرضوااللہ قرضاحسناً اور نماز کی پابندی رکھواور زکواۃ دیتے رہواور اللہ کو اچھی طرح قرض دو۔اس آیت میں نماز اور زکوۃ کا تاکیدی حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، یہ قرآن مجید کی ممتاز فصاحت ہے کہ اس نے راہ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر کیا اور ایک خاص انداز سے بندوں کو یہ یقین دلایا گیا کہ جس طرح قرض دینے کے بعد اسکی واپسی کا یقین ہوتا ہے بالکل اسی طرح اللہ کی راہ میں جو خرچ کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی جزاءضرور بضرورعنایت فرمائیں گے۔

(۱۵) سورۃ البینہ کی آیت نمبر (٦) میں بھی نماز اور زکواۃ کا تذکرہ ہے ومـــا امـــروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلواۃ ویوتوا الزکوۃ و ذالك دین القیمة ان لوگوں کو سابقہ آسمانی کتابوں میں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لئے خالص یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکواۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا ۔

نماز،زکواۃ اوراطاعت

سورۂ توبہ کی آیت نمبر۷۱ میں نماز زکواۃ اوراطاعت خداورسول کا ذکر ہے والمومنون و المومنٰت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکرو یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکواۃویطیعون اللّٰہ و رسولہ اولئك سیرحمھم اللّٰہ ان اللّٰہ عزیز حکیم اور مسلمان مرداور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اورنماز کی پابندی رکھتے ہیں اورزکواۃ دیتے ہیں اور اللہ اوراسکے رسول کا کہنا مانتے ہیں،ان لوگوں پرضروراللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر حکمت والے ہیں۔

قرآن مجید کی بعض آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز اورزکواۃ کا بھی حکم دیا گیا اورساتھ ہی اطاعت خدااوررسول کا بھی حکم دیا گیا چنانچہ مذکورہ آیت میں ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ اوصاف بھی بیان کئے گئے کہ ایمان والے جہاں امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرتے ہیں وہیں نماز کو قائم بھی رکھتے ہیں،زکواۃ بھی دیتے ہیں اوراللہ اوراس کے رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔

(۲) سورۂ نور کی آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشادفرمایاواقیمواالصلوٰۃ واتوالزکواۃ واطیعواالرسول لعلکم ترحمون اوراے مسلمانو! نماز کی پابندی کرواورزکوۃ دیا کرواوررسول کی اطاعت کیا کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے اس آیت میں بھی نماز اورزکوۃ کے ساتھ اطاعت رسول کا تذکرہ ہے۔سورہ احزاب کی آیت نمبر(۳۳) میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے خطاب کرتے ہوئے ازواج مطہرات کونماز،زکواۃ اوراطاعت خدااور رسول ﷺ کاحکم دیا گیا۔و اقمن الصلوۃ و آتین الزکوۃ وا طعن اللہ و رسولہ اورقائم رکھو نمازاوردیتے رہوزکواۃ اوراطاعت میں رہواللہ کی۔

(۴) سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر۱۳ میں بھی نماز زکواۃ کیساتھ اطاعت کاحکم دیا گیااقیموا الصلواۃواتوالزکواۃواطیعوااللّٰہ ورسولہ واللّٰہ خیربماتعملونس وتم قائم رکھونمازاوردیتے رہو

زکوۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

نماز اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

قرآن مجید میں نماز اور زکواۃ کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم بھی متعدد بار ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر۳ میں یوں ہے۔

(۱) الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلواۃ ومما رزقنٰھم ینفقون (وہ خدا سے ڈرنے والے ایسے ہیں) جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اس آیت میں ایمان، نماز اور انفاق فی سبیل اللّٰہ کا ذکر ہے اور انفاق کی ایک صورت زکواۃ بھی ہے مگر زکواۃ کا لفظ اس آیت میں نہیں ہے ۔

(۲) سورۂ انفال کی آیت نمبر۳ میں بھی نماز کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا ذکر ہے الذین یقیمون الصلواۃ ومما رزقنٰھم ینفقون مومن وہ ہوتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۳) سورۂ رعد کی آیت نمبر۲۲ میں بھی نماز کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ جیسی عمدہ خصلتوں کے رکھنے والوں کو عقلمند قرار دیا گیا والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سراً وعلانیۃ ویدرء ون بالحسنۃ السیئۃ اولٰئک لھم عقبی الدار (عقلمند لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں، اس جہاں میں یعنی آخرت میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے۔

(۴) سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر(۳۱) میں ایمان والوں کو نماز کے قائم کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوٰۃ وینفقوا مما رزقنٰھم سرا وعلانیۃ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلٰل جو میرے ایمان والے بندے ہیں ان سے

کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی۔

(۵) سورۂ حج کی آیت نمبر ۳۵ میں فرمانبرداری اور عاجزی کرنے والوں کے اچھے اوصاف بتلاتے ہوئے یوں کہا گیا۔الذین اذاذکراللہ وجلت قلوبھم والصبرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوٰۃ وممارزقنٰھم ینفقون (یہ فرمانبردار) ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان مصیبتوں پر جو کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۶) سورۂ فاطر کی آیت نمبر (۲۹) میں نماز کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کا ذکر خیر ہے ان الذین یتلون کتب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا ممارزقنٰھم سراً و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔سورۂ معارج کی آیت ۲۲ تا ۲۷ میں ان نمازیوں کی مدح وتعریف کی گئی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب کا حق ہوتا ہے۔الا المصلین الذین ھم علی صلاتھم دائمون والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم

وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم رہتے ہیں اور جنکے مال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والوں کا بھی اور نہ مانگنے والوں کا بھی۔

(۷) سورۂ مدثر کی آیات ۴۰ تا ۴۴ میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اہل جنت جب جنت میں جائیں گے تو مجرموں سے وہ یہ سوال کریں گے کہ کس چیز نے تمکو دوزخ میں ڈال دیا تو وہ اپنے جہنمی ہونے کی وجوہات بیان کریں گے کہ قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین کہ ہم نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔بہر حال اس آیت میں بھی نماز کے ساتھ اللہ کی راہ میں اپنے مال کے خرچ کی ترغیب ملتی ہے۔

نشہ کی حالت میں

یاایھا الذین امنوالاتقربواالصلوٰۃوانتم سکری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا (۴۳/انساء) اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاو کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی، سوائے تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کرلو۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جبکہ شراب ابھی حرام نہیں ہوئی تھی صحابۂ کرام بھی شراب پیا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ کا یہ عمل اس وقت گناہ بھی نہیں تھا۔ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بعض صحابہ کرامؓ کی دعوت کی جس میں شراب کا بھی انتظام تھا، جب کھا پی چکے تو مغرب کی نماز کا وقت آیا اور حضرت علیؓ کوامام بنا دیا گیا انہوں نے سورۂ کافرون پڑھی اس میں سخت غلطی ہوگئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاو کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منھ سے کیا کہتے ہواور جنابت کی حالت میں بھی جب تک کہ غسل نہ کرلونماز کے قریب مت جاوہاں! اگر مسافر ہوتو اسکے احکام دوسری جگہ موجود ہیں کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرلینا ہے۔

شراب تمام برائیوں کی ماں ہے لیکن چونکہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس کے عادی تھے اور عادت کا چھورنا موت سے زیادہ بھاری ہوتا ہے، اسلام نے اپنے فطری اصول کے تحت باالتدریج شراب جیسی لعنت کومسلمانوں سے دور کیا پہلی وحی الٰہی میں یہ بات بتائی گئی کہ شراب کا گناہ اس کے نفع سے بھاری ہے پھر جب مذکورہ واقعہ پیش آیا تو یہ کہا گیا کہ جب نشہ میں ہوتو نماز کے قریب مت جاؤ اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہے کہ صحابۂ کرام نماز چھوڑ نہیں سکتے اس لئے وہ نماز کے خاطر ایسے وقت میں شراب پیئں گے کہ کوئی نماز نہ چھوٹے چنانچہ اس حکم کے بعد صحابۂ کرامؓ صرف رات میں اتنی مقدار میں شراب پیتے تھے کہ نشہ فجر سے پہلے ہی ختم ہوجائے اس وقت تک بیشتر صحابہ ؓ نے شراب چھوڑ ہی دی تھی جو پی رہے

تھے وہ اس طرح کہ کوئی نماز نہ چھوٹنے پائے پھر جب شراب کی مطلق حرمت کی آیت نازل ہوئی تو اس تاریخ سے کسی بھی صحابی نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔ایک طرف یہ کہ شراب ایک نجس چیز ہے اور شراب پینے کے نتیجہ میں آدمی گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف نماز اللہ کے پاکیزہ ومقدس دربار میں ٹھہرنے کا وقت ہوتا ہے اور ناپاک چیز اور پاکیزہ چیز کے درمیان میں دوری ہونی چاہئے اسلئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نشہ کی حالت ہو تو نماز کے قریب بھی مت جاؤ اسی طرح حالت جنابت کا بھی یہی حکم ہے۔

سفر میں بھی نماز معاف نہیں

واذاضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروامن الصلوٰۃ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو (یعنی قصر کرلو) قرآن مجید کی آیات مقدسہ اور نبی رحمت ﷺ کی احادیث شریفہ سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سختی، دشواری اور تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتے ہیں۔یرید اللہ بکم الیسر اللہ تم سے آسانی چاہتے ہیں ولا یریدبکم العسر اور تم سے تنگی نہیں چاہتے لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا اللہ تعالیٰ ہر شخص پر اتنا ہی بوجھ ڈالتے ہیں جتنی سکت اور طاقت اس میں ہوتی ہے اور الدین یسر دین تو آسان ہے یسراولا تعسرا آسانی بہم پہنچاو تکلیف اور پریشانی میں مت ڈالو۔

اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں سے دین کے اصل مزاج سے واقفیت ہوتی ہے کہ دین بالکل آسان ہے، ان آیتوں اور حدیثوں کا تقاضا یہ تھا کہ نماز کے معاملہ میں بھی مقیم اور مسافر کے درمیان میں کچھ فرق کیا جائے چنانچہ مسافر کیلئے پنج وقتہ نمازوں میں سے ایسی نماز میں جن میں چار رکعتیں ہیں یہ سہولت اور گنجائش دی گئی کہ بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھ لئے جائیں۔سورۂ نساء کی مذکورہ آیت میں یہی بات کہی گئی کہ جب تم زمین میں سفر کرو تو تم کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ تم نماز کو کم کرلو یعنی قصر کرلو۔

جب اللہ تعالیٰ نے مسافروں کیلئے فرض نماز ہی میں تخفیف کردی ہو اور فجر ،ظہر اور عصر میں صرف دو دو رکعتیں اور مغرب میں صرف تین اور عشاء میں صرف فرض دو اور وتر تین جملہ پانچ رکعتیں پڑھ لینے کی گنجائش رکھی ہو تو پھر اس میں بھی سستی اور کاہلی کرنا عقلمندی نہیں ہے، جب سفر کے دوران نماز پڑھ لینے کی سہولت ہو اور کوئی ایسی دشواری نہ ہو جو نماز کیلئے حقیقت میں رکاوٹ بن جائے تو پھر دو رکعت پڑھ لینے میں کونسی چیز رکاوٹ بن رہی ہے۔

حالتِ خوف میں بھی نماز ضروری

واذاکنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃفلتقم طائفۃ منھم معک ولیاخذواسلحتھم فاذاسجدوافلیکونوامن ورائکم ولتأت طائفۃ اخری لم یصلوافلیصلوامعک ولیاخذواحذرھم واسلحتھم (۱۰۲/النساء) اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑے ہو جائے اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جائیں او دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاو کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں۔

فاذااطماننتم فاقیمواالصلوٰۃان الصلوۃکانت علی المومنین کتابا موقوتاً (۱۰۳/النساء) پھر جب تم مطمئن ہو جاو تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کیساتھ محدود ہے۔

نماز ایک ایسا فریضہ ہے کہ یہ نہ تو مسافر کیلئے معاف ہے اور نہ بیمار کیلئے، بہرصورت ہر ایک کو پڑھنا ہے سوائے عورتوں کہ ان کے لئے مخصوص ایام میں معاف ہے ہاں ! اس قدر گنجائش ہے کہ اگر کھڑے ہو کر کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھ لے، اب اگر اس قدر معذور ہے کہ یہ بھی نہیں کر سکتا تو پھر اس وقت گنجائش ہے اسکی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں ۔اسی طرح اگر مسجد پہنچ کر شرعی عذر کی بنیاد پر جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا تو گنجائش ہے کہ جہاں سہولت ہو نماز پڑھ لے ۔

نماز اس قدر اپنے اندر اہمیت رکھتی ہے کہ خوف کے عالم میں بھی نماز فرض ہے معاف نہیں، چنانچہ سورۂ نساء کی مذکورہ آیت میں آپ ﷺ کو اس وقت بھی نماز کے قائم رکھنے کا اور نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا جبکہ دشمن کا خوف ہو ایسی صورت میں جب کہ دشمن کی جانب سے حملہ کا خوف ہو نماز معاف تو نہیں کی گئی البتہ اس وقت نماز پڑھنے کی ایک خاص شکل بھی اس آیت میں آپ ﷺ کو بتلا دی گئی کہ ایسی حالت میں یہ کرنا چاہئے کہ اسلام کی فوج کے دو گروہ ہو جائیں پھر ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ نماز میں کھڑے ہو جائے اور دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑا رہے تاکہ دشمن کو دیکھتا رہے اور وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہیں وہ بھی ہتھیار لے لیں یعنی نماز سے پہلے لے کر ہمراہ رکھیں شاید مقابلہ کی ضرورت پڑ جائے تو ہتھیار لینے میں دیر نہ لگے ضرورت پڑنے پر فوراً قتال کرنے لگ جائیں اس صورت میں نماز تو ٹوٹ جائے گی لیکن نماز کا توڑنا گناہ نہیں، پھر جب یہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کر چکیں یعنی ایک رکعت پوری کر لیں تو یہ لوگ نگہبانی کیلئے تمہارے پیچھے ہو جائیں یعنی حضور ﷺ کے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی یعنی شروع بھی نہیں کی وہ اس پہلے گروہ کی جگہ امام کے قریب آ جائے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں۔

بہر حال اس آیت کے ذریعہ خوف کی حالت میں بھی نماز کے اہتمام کی تاکید کی گئی اور نماز خوف کی یہ صورت منسوخ نہیں ہوتی ہے اب جو بھی امام ہوگا وہ حضور ﷺ کے قائم مقام ہوگا، امامت کے اس معاملہ میں اور جب ایسی صورت آج بھی پیدا ہوگی تو اسی صورت میں نماز ادا کی جائے گی۔

نماز کا اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے

ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابًا موقوتًا (۱۰۳/ النساء)

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔ اس آیت کے

ذریعہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہے نماز کا پڑھنا اور دوسرا ہے نماز کا وقت پر پڑھنا، یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔اسلام میں صرف نماز پڑھنا مطلوب نہیں ہے بلکہ نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا مطلوب ہے، ایک آدمی اگر دن رات کی پانچ نمازیں کسی بھی ایک وقت میں اکھٹا کر کے پڑھتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ایک فریضہ تو ادا کر رہا ہے مگر دوسرے فریضہ سے غافل ہے وہ نماز پڑھ تو رہا ہے مگر جس نماز کا جو وقت متعین ہے اس وقت وہ نماز ادا نہیں کر رہا ہے اور ان نمازوں کے قضا کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے اور یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی نماز کو اپنے وقت نہ پڑھے ۔

فجر کی نماز کا فجر کے وقت پڑھنا' ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت پڑھنا' عصر کی نماز کا عصر کے وقت پڑھنا ،مغرب کی نماز مغرب کے وقت پڑھنا ،عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت پڑھنا' جمعہ کی نماز کا جمعہ کے وقت پڑھنا اور عیدین کی نماز کا عیدین کے وقت پڑھنا اور اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔وقت کی رعایت اگر ہے تو یہ نماز ادا کہلائے گی ورنہ قضا ہے، اور نماز کا بلا عذر قضا کرنا بھی ایک جرم ہے اور بالکل ہی نہ پڑھنا اس سے زیادہ جرم ہے اگر کسی عذر کی وجہ سے یا کسی وجہ سے نماز اپنے وقت پر ادا نہ ہو تو قضا کر لے۔

نماز میں چستی مقصود ہے سستی نہیں

واذا قامواالی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ (۱۴۲/ النساء)

اور جب منافق نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

فویل للمصلین الذین ھم فی صلاتھم ساھون (الماعون)

پس خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو نماز میں سستی کرتے ہیں۔

ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ (۵۴/ التوبہ)

اور وہ منافق لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے۔

فرمانبردار نوکر جب اپنے آقا کی آواز سنتا ہے کہ وہ بلا رہا ہے تو وہ اپنے ذاتی سارے کام کاج چھوڑ چھاڑ کر تیزی اور چستی کے ساتھ اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور جس

کام کا حکم آقا کی طرف سے ہوتا ہے اس کام کو بڑی تندہی سے انجام دیتا ہے بالکل اسی طرح ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے خالق' مالک اور آقا ہیں جب ہمارا مالک ابدی اور خالق حقیقی کی آواز گونجنے لگے تو ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ ہم دل کی گہرائی سے اس آواز کا جواب قولاً وعملاً دیں اور اپنے پاک آقا کے دربار میں چستی اور پھرتی کے ساتھ حاضر ہوجائیں یہی ہمارے ایمان کا تقاضا ہے، جن لوگوں کے دل میں ایمان ہوتا ہے ان کا یہ وصف جمیل ہوتا ہے لیکن جن کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور نفاق سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں ان کی حالت بد یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑی ہی کاہلی کے ساتھ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، منافقین کی اسی حالت کو سورۂ نساء اور سورۂ توبہ کی ان مذکورہ دو آیتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ منافقین جب نماز پڑھتے ہیں تو ہارے جی سے پڑھتے ہیں اور یہ نماز ان کیلئے بوجھ ہوتی ہے ۔

نماز دشوار ہے مگر!

وانها لكبيرة الا على الخشعين (٤٥ ، البقره)

اور البتہ وہ (نماز) بھاری ہے مگر ان کے لئے جو خشوع رکھنے والے ہیں یعنی خشوع رکھنے والوں کیلئے نماز بھاری (بوجھ) نہیں ہے۔

بیج بونا اس وقت دشوار اور مشکل کام محسوس ہوتا ہے جب کہ زمین سخت ہو لیکن جب زمین پر ہل چلا کر اس کو نرم کرلیا جائے تو پھر بیج بونا دشوار کام ہرگز نہ ہوگا، یہ ایک مثال ہے جو اس حقیقت کو سمجھنے میں مدد دے گی جسکو سورۂ بقرہ کی اس مذکورہ آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

نماز کی پابندی کرنا اس وقت تک دشوار ہے جب تک دل خشوع سے خالی ہے جب دل میں اللہ کا خوف وخشیت پیدا ہوجائے اور دل دنیا کی فکروں سے آزاد ہوکر اللہ کے خیال میں غرق ہوجائے اور دنیا کے خیالات سے دل بے نیاز ہوکر اللہ کی یاد میں مشغول ہوجائے تو پھر نماز میں کھڑے ہوکر اللہ کی عبادت کرنا اسی طرح آسان ہوجائے گا جس طرح ہل چلائی ہوئی زمین میں بیج ہونا آسان ہوتا ہے ۔

آج لوگوں کو نماز پڑھنے میں دشواری اس لئے ہو رہی ہے کہ ان کے دل دنیا کے خیالات اور نفسانی خواہشات کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ان کا جسم بھی ان خیالات کا غلام بنا ہوا ہے، ایسی صورت میں جب بھی ایسے لوگوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے گی ان کا دل اس کو بوجھ محسوس کرے گا اور نماز ان کیلئے لوہے سے زیادہ بھاری محسوس ہوگی نماز کی دعوت دینے والوں کا کام یہ ہوگا کہ وہ ان کے دلوں میں آخرت کی فکر پیدا کرنے اور اللہ کا خوف اور انکی خشیت پیدا کرنے کی فکر پہلے کریں، جب کسی کے دل میں خوف آخرت اور خشیت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوجائے گا تو اس کیلئے نماز کی طرف آنا بالکل آسان ہوجائے گا۔

نماز میں اخلاص ہو، ریا کاری نہیں

واذا قامواالی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراء ون الناس (۱٤۲ النساء)

اور جب وہ نماز میں ٹھہرتے ہیں تو سستی اور کاہلی کے ساتھ ٹھہرتے ہیں وہ بھی لوگوں کو بتلانے کیلئے

الذین ھم یراء ون ویمنعون الما عون (الماعون)

ایسے نمازیوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں یعنی ترک کردیتے ہیں جو ایسے ہیں کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو ریا کاری کرتے ہیں اور زکوۃ بالکل نہیں دیتے ۔

ایمان اخلاص کی تعلیم دیتا ہے اور یہ ایمان کا طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ہر قسم کے دکھاوے اور نام ونمود سے بے پرواہ ہوتا ہے' حقیقی مومن کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ دین کا بڑے سے بڑا کام ہو یا چھوٹے سے چھوٹا ہو، کوئی بھی کام صرف اس لئے کرتا ہے کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوجائے، اسکی مغفرت مل جائے اور اس کو اس قدر اپنا بنالے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اس کو جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے داخل فرمادے۔ آدمی کے اندر ایمانی قوت اخلاص سے پیدا ہوتی ہے اور ریا کاری اور نام ونمود کا جذبہ تو آدمی کے دل میں نفاق پیدا

کرتا ہے، گویا نفاق کا تعلق ریا کاری سے ہے اور ایمان کا تعلق اخلاص وللّٰہیت سے ہے ۔
اسی لئے مخلص صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرمایا گیا کہ یبتغون فضلًا من الله ورضوانا کہ یہ صحابہ اللہ کے فضل و کرم اور اسکی رضامندی کے طلب گار ہوتے ہیں اور انکے مقابلہ میں منافقین کی حالت یہ ہے کہ وہ ریا کاری کے خوگر ہوتے ہیں کہ نماز بھی پڑھتے ہیں تو اس ناپاک جذبہ کے ساتھ کہ لوگوں کو دکھائیں۔ سورۂ نساء کی اس مذکورہ آیت میں ان منافقین کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ یہ نماز پڑھتے ہیں تو ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف ان کے جسم پر سستی طاری رہتی ہے تو دوسری طرف ان کے دل میں ریا کاری کا جذبہ ہوتا ہے۔

ریا کاری کے ساتھ پڑھی ہوئی نمازیں اس قابل نہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں بلکہ وہ اس لائق ہیں کہ انہی کے منہ پر ماردی جائیں، اسی لئے سورۂ ماعون کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے نمازیوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں جو ایسے ہیں کہ ریا کاری کرتے ہیں اور زکواۃ بالکل نہیں دیتے، یہ لوگ اللہ کے حق میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں کہ زکواۃ ہی نہیں دیتے۔

اس آیت میں بھی گویا منافقین ہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ منافقین نماز تو پڑھتے ہیں مگر نہ اوقات کی پابندی کرتے ہیں نہ اصلاً نماز کی پابندی کرتے ہیں، جب دکھلانے کا موقع آ گیا پڑھ لیا اور جب کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو نماز ہی چھوڑ دی، اجالے کی نمازوں میں تو حاضر اور اندھیرے کی حالت میں نمازوں سے غائب۔

اقتدار کے بعد سب سے پہلا کام

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰة واتوا الزکواة وامروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ولله عاقبة الامور (۴۱/الحج)

وہ صحابۂ کرام جن کے لئے مکہ کی زمین تنگ کردی گئی بالآخر انہیں مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اجازت بھی دی گئی پھر جب یہ صحابہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور آخر میں آپ ﷺ نے بھی ہجرت فرمائی تو ہجرت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یہ صحابہ ءکرامؓ جن کو مکہ کی مقدس

سرزمین سے نکالا گیا یہ وہ جانباز سپاہی اور وفا شعار مرد مومن ہیں کہ اگر زمین میں ان کے ہاتھوں اقتدار آجائے تو یہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سب سے پہلے اقامتِ نماز کا کام کریں گے اور ایتاء زکواۃ کا کام کریں گے اور بھلائی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے۔

جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں اس وقت ان مہاجر صحابہ ءکرام کے ہاتھ میں کوئی اقتدار نہیں تھا بلکہ یہ خود انصار کے گھروں میں بھائی بن کر رہ گئے تھے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرام کی پیشگی طور پر ہی تعریف بیان فرمادی کہ جب ان کو حکومت کا اقتدار ملے گا تو یہ دین کی مذکورہ چار اہم خدمات انجام دیں گے، اسی لئے حضرت عثمانؓ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ عمل کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کے عمل کرنے والوں کی مدح وثنا ہے، چنانچہ یہ پیشین گوئی برحق ثابت ہوئی اور آپ کے بعد چاروں خلفاء مہاجر تھے، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ ان چاروںؓ نے خلافت راشدہ کے اس پرنور دور میں اپنی یہ خدمات انجام دیں۔

کیا مجال کہ ان چاروں خلفاء کے دور میں کوئی فرض نماز میں کوتاہی کرے، سب نے ہی پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کا صدفی صد خیال رکھا' حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد زکواۃ کا انکار کرنے والوں کی سرکوبی کی اور زکواۃ کے اس فریضہ کا پورا پورا حق ادا کیا' اور تاحیات مسجد نبوی میں امامت کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ بنفسِ نفیس اپنی رعایا کے افراد کو فجر کی نماز کیلئے اٹھا رہے ہیں اور فجر کی نماز میں فریضۂ امامت میں مصروف ہیں کہ ابولولو فیروز نے خنجر سے آپؓ پر سے حملہ کیا۔ حضرت عثمانؓ کی نماز کا یہ عالم کہ رات کا بڑا حصہ عبادت الٰہی میں گزر رہا ہے، کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ حضرت علیؓ کا حال یہ ہے کہ امیر المومنین ہونے کے باوجود لوگوں کو نماز کیلئے اٹھا رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ کے اس مخلص اور مقبول بندے اپنی زندگی کے آخری دن فجر کی نماز کیلئے مسجد نبوی تشریف لائے ہیں تو ابن ملجم کو مسجد میں دیکھا کہ سو رہا ہے نماز کا اتنا

خیال کہ حضرت علیؓ نے اس دشمن خدا ابن بلجم کو نماز کیلئے جگا یا اور خود نماز میں مصروف ہو گئے، موقع کی تاک میں رہنے والے اس دشمن نے زہر آلود تلوار سے آپؓ پر حملہ کیا۔

بہر حال آج بھی اللہ نے جن کو اقتدار حکومت عطا کیا ہو ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کو نماز کے قائم کرنے کی تلقین کرتے رہیں، شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نماز کا حکم دے، باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی نماز قائم کرے جو بھی علاقہ کا حاکم، قوم کا سردار، جماعت کا امیر، گھر کا سر پرست اور کسی ادارہ کا ناظم ونگہبان ہوگا اس کی یہ دینی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خود بھی نماز کا پابند ہوگا اور اپنے متعلقین و مامورین کو بھی نماز کے قائم کرنے کی اور زکواۃ کے ادا کرنے کی تلقین کرے گا اور شرعی دائرہ میں رہ کر اپنے اثر ورسوخ کو استعمال بھی کرے گا۔ ورنہ کل قیامت کے دن وہ اللہ کے ہاں پوچھا جائے گا، نماز اور زکواۃ کے ساتھ ساتھ اپنے ماتحت افراد کو بھلائی کے کاموں کی ترغیب دے گا اور ان میں موجود برائیوں کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش بھی کرے گا ۔

گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے

واذکر فی الکتٰب اسمعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیًا وکان یا مراهله بالصلوٰة والزکواة وکان عند ربه مرضیًا (۵۵/ مریم)

اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے بلا شبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے، نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکواۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے

عن عمر وبن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله مرواولادکم بالصلوٰةوهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها و هم ابناء عشرسنین وفرقوا بینهم فی المضاجع (ابوداود)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنی اولاد کو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں نماز ادا کرنے کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور دس برس کی عمر میں نماز ادا نہ کرنے پر ان کی پٹائی کرو اور تم ان کی خوابگاہیں الگ کردو اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکواۃ کا حکم دینا انبیاء کرام علیہ السلام کی سنت ہے سارے ہی انبیاء نے اپنے متعلقین کو اللہ کی طرف بلانے اور اسکی عبادت میں لگانے کی کوشش کی، جن کی قسمت میں ہدایت تھی انہوں نے انکی باتوں کو تسلیم کرلیا اور جو بد بخت تھے انہوں نے ان نصیحتوں کا مذاق اڑایا۔ سورۂ مریم کی اس مذکورہ آیت سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے متعلقین کو نماز اور زکواۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کو بھی قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم دیا گیا ہے وانذر عشیرتك الاقربین آپ اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایئے اور آپ ﷺ نے اس پر عمل بھی فرمایا انبیاء کرام علیہ السلام نے عام مخلوق کو بھی یہ تعلیم دی اور اس تعلیم کا آغاز اپنے گھر والوں سے کیا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کا حکم متعلقین کو دینا انبیاء کرام علیہ السلام کی سنت ہے اور انبیاء کرام علیہ السلام کی اس پیاری سنت کو عام کرنا اور اپنے گھروں میں جاری کرنا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ہم سب کو اس ذمہ داری کا احساس دلایا اور یوں فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کو پہنچ جائیں اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔

رحمتہ للعالمین کا یہ حکم نماز کی اہمیت وعظمت کو ثابت کرتا ہے۔ اب رہی بات یہ کہ نماز ادا کرنے کا حکم کس طرح دیا جائے اسکے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ انہیں علمی طور پر نماز سکھا دی جائے اور نماز کی فرضیت اور اہمیت پر کچھ باتیں بتا دی جائیں لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا اور حدیث کا تقاضا مکمل نہیں ہوگا جبتک کہ دوسرے طریقہ کو اپنایا نہ جائے وہ دوسرا طریقہ عملی طریقہ ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو عملی طور پر نماز کا طریقہ سکھائیں اور اسکی آسان صورت یہ ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو اپنی نماز کے وقت اپنے ساتھ رکھیں چھوٹے بچوں کو ماں اپنے ساتھ رکھے وہ ماں کی نماز کا منظر دیکھ دیکھ کر نماز کا تعارف حاصل

کریں گے اور بے شعوری کی یہ نقل انکو مستقبل میں مستقل نمازی بنا دے گی، اور سات سال سے بڑی عمر کے بچوں کو باپ اپنے ساتھ مسجد لے جائے اور مسجد کے آداب، تقدس و احترام وغیرہ کے بارے میں اپنے بچوں کو بتلاتا رہے ۔

سات سال سے دس سال کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس زمانہ میں نفع ونقصان کا شعور پیدا ہو جاتا ہے، اس عمر میں انکی اسطرح تربیت کیجائے کہ جب جوانی پر قدم رکھیں تو خود بخود انمیں دین کا شعور اور دین کے بنیادی اعمال کرنیکا احساس پیدا ہو جائے اور وہ نماز کے قائم کرنے کے عادی بن جائیں اور یہی عادت آگے چلکر عبادت کا رخ اختیار کر لے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کیجئے

رب اجعلنی مقیم الصلواۃ ومن ذریتی (٤٠/ ابراھیم) اے میرے رب! مجھ کو بھی نماز کا اہتمام کرنے والا رکھئے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو۔ متعدد ماں باپ کو ہم نے یوں شکایت کرتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے کہ انکی اولاد نماز کی عادی نہیں، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی اولاد کو بول بول کر تھک گئے مگر ہماری اولاد نماز نہیں پڑھتی ۔

باوجود کوشش ومحنت کے اولاد کے نمازی نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اولاد کو جس وقت نماز کا حکم دینے کا حکم شریعت میں دیا گیا ہے انہوں نے اسوقت حکم نہیں دیا (یعنی سات سال آٹھ سال دس سال کی عمر میں) ظاہر ہے کہ جب اس عمر میں یہ بچے ماں باپ کی تربیت سے محروم ہوگئے تو اب جوانی میں تو وہ اپنی لاپرواہی میں پختہ ہوگئے، جب ٹیڑھے پودے کو اسی وقت کسی لکڑی کے سہارے سے سیدھا کر دیا جاتا ہے تو وہ عمر بھر سیدھا رہتا ہے وہ درخت کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے تو اس کا رُخ آسمان کی بلندیوں کی طرف ہوتا ہے لیکن جس پودے کے ٹیڑھے پن کا علاج اسی وقت نہ کیا جائے اور اس کو یوں ہی ٹیڑھی حالت میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ درخت بن جائے تو اب اس درخت کو سیدھا کرنیکی کوئی صورت باقی نہیں رہتی ۔

بالکل اسی طرح اولاد کا معاملہ ہے کہ انکو نمازی بنانیکا جو موقع تھا اس موقع کو ماں باپ نے گنوا دیا

دینی بھائی کب بنو گے؟

فاذاانسلخ الاشھرالحرم فا قتلواالمشرکین حیث وجد تموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوالھم کل مرصدفان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوالزکواۃ فخلواسبیلھم ان اللہ غفوررحیم (۵/ التوبہ)

جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو اس وقت ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو، پکڑو، باندھو اور داؤ گھات کے موقعوں میں ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو، واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں۔

مکہ کے وہ قریش جنہوں نے حدیبیہ کے موقع پر کئے گئے عہد و پیمان کو توڑ دیا تھا انکے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ اب انکو کوئی مزید مہلت نہ دی جائے، اب یہ مہلت کے مستحق نہیں ہیں اسلئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جب حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو اب انکو قتل کرو جہاں کہیں پاؤ اور انکی گھات میں رہو ہاں ! اگر یہ توبہ کرلیں اور توبہ کے بعد اسلامی زندگی گزارنے لگیں یعنی نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگ جائیں تو پھر انکو انکے راستہ پر چھوڑ دو۔ اس آیت سے نماز اور زکواۃ کی اہمیت محسوس ہورہی ہے کہ ان بدعہدی کرنے والے کافروں کے بارے میں کہا گیا کہ جب یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرلیں اور زکواۃ دینے لگ جائیں تو اب انکو قتل مت کرو بلکہ انکو انکے حال پر چھوڑ دو تو یہاں صرف توبہ پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ نماز کے قیام اور زکواۃ کی ادائیگی کی شرط لگائی گئی کہ جب وہ توبہ کے بعد نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے لگ جائیں تو اب انہیں قتل کرنے کی ضرورت نہیں۔سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱ میں یہ بات بھی بتا دی گئی کہ فان تابواواقاموا الصلواۃ واتواالزکواۃ فاخوانکم فی الدین کہ اگر یہ مشرک لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگیں تو پھر یہ لوگ اب تمہارے دینی بھائی ہیں انکے ساتھ وہی برتاؤ کرو جو تم اپنے ایک دینی بھائی کے ساتھ کرتے ہو۔

قابل غور بات یہ ہے کہ مشرکین کے صرف توبہ کر لینے کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ توبہ کے ساتھ نماز کے قائم کرنے اور زکواۃ کے دینے کی شرط لگائی گئی اور اس شرط کی بنیاد پر کہا گیا کہ اب یہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہیں ۔

ہمارے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ نماز اور زکواۃ سے دور ہے اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا دینی بھائی تصور کرتا ہے، حالانکہ یہاں مشرکین کے بارے میں یہ بات بتائی گئی کہ وہ جب توبہ کرنیکے بعد نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ دینے لگیں تو اس وقت وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ۔

بغیر نماز اور زکواۃ کے صرف کسی مسلمان گھرانہ میں پیدا ہو جانے کی بنیاد پر جو لوگ اپنے آپ کو پکا مسلمان تصور کرتے ہیں اور مسلمانوں کا بھائی سمجھتے ہیں وہ غلط فہمی کا شکار ہیں انہیں کامل طریقہ سے مسلمانوں کا واقعی دینی بھائی بننے کیلئے جہاں کلمۂ توحید کا پڑھنا ضروری ہے وہیں نماز کا قائم رکھنا اور زکواۃ کا دینا بھی ضروری ہے ۔

پہلے نماز اور زکواۃ پھر جہاد

الم ترالی الذین قیل لھم کفواایدیکم واقیموالصلوٰۃ واتوا الزکوۃ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جہاد کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے جنگ کرنے کا ایسا تقاضہ تھا کہ ان کو منع کرنے کیلئے یہ کہا گیا تھا کہ ابھی اپنے ہاتھوں کو لڑنے سے روکے رکھو اور جو جو حکم تم کو ہو اس میں لگے رہو مثلاً نمازوں کی پابندی رکھو اور زکواۃ دیتے رہو۔

مکۂ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے جب مسلمانوں کو کافر بہت ستایا کرتے تھے تو مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کرتے اور یہ کہتے تھے ۔کہ ہم کافروں سے جنگ کریں گے اور ان سے ظلم کا بدلہ لیں گے ۔

آپ ﷺ مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے تھے کہ مجھ کو ابھی جنگ کا حکم نہیں ہوا ہے جب تک حکم نہ آئے تم صبر کرو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اب تک جو احکام نازل ہو چکے ہیں

نماز اور زکواۃ کے ان احکامات پر قائم رہو، جب تمہارے اندر نماز اور زکواۃ کے ذریعہ جانی اور مالی قربانی دینے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی عادت ہوگی تو پھر آگے چل کر تمہارے اندر کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی، تم پہلے نماز اور زکواۃ کے تو پابند ہو جاؤ، چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا، پھر جب ہجرت ہوئی اور ایک عرصہ گزرا تو پھر جہاد کا حکم ہوا اور جب جہاد کا حکم ہوا تو بعض کچے مسلمان کافروں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ڈرنے لگے اور یہ تمنا کرنے لگے کہ تھوڑے دن اور اگر جہاد کا حکم نہ ہوتو اچھا ہوتا' یہ ایک فطری چیز تھی جو پیدا ہوئی، اس آیت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ اجتماعی اصلاح سے پہلے انفرادی اصلاح ضروری ہے، ملک کی اصلاح سے پہلے قلب و نفس کی اصلاح ضروری ہے۔

نماز اور زکواۃ سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ فرض عین ہے اور جہاد سے ملک کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ فرضِ کفایہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور زکواۃ یہ دونوں جہاد پر مقدم ہیں' اس لئے پہلے نماز اور زکواۃ فرض ہوئے پھر جہاد کی فرضیت کا اعلان ہوا۔

جہاد اسی وقت کامیاب ہے جب کہ جہاد کرنے والے کی نماز اور زکواۃ درست ہو نماز اور زکواۃ کے بغیر جہاد کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جہاد اسی لئے کیا جاتا ہے کہ دنیا میں نماز کے قائم کرنے اور زکواۃ کو عام کرنے کی فضا پیدا کی جائے، حضرت ابوبکر صدیقؓ زکواۃ کے منکرین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے فوج تیار فرمائی گویا زکواۃ کے قیام کیلئے جہاد کیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا پیغام

قال انی عبد اللّٰہ آتانی الکتب و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا این ما کنت و اوصانی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیا (۳۱/ مریم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے، میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا اور اس نے مجھ کو نماز اور زکواۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں ۔جب حضرت مریم کے بطن مبارک سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا

ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کو ملامت کرنا شروع کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت دودھ پی رہے تھے جب انہوں نے لوگوں کی ملامت کو سنا تو دودھ چھوڑ دیا اور اپنی بائیں کروٹ پر سہارا لیکر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس امکان کو دور کردیا جو لوگوں نے پیدا کرلیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں اسلئے سب سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں خدا نہیں ہوں یا اس کا بیٹا نہیں ہوں بلکہ اس کا بندہ ہوں، میں خالی ہاتھ نہیں ہوں اللہ نے مجھے آسمانی کتاب کے دئے جانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس نے مجھے نبوت سے بھی نواز نے کا فیصلہ کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے برکت کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نماز کو قائم کروں اور زکواۃ دوں جبتک میں زندہ رہوں۔

گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ حضرت مریم علیہا السلام کی گود میں جو قدرت کی ایک جھلک ظاہر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس بچہ میں قوت گویائی عطا فرمائی تو سب سے پہلی آواز ہی میں نماز اور زکواۃ کا ذکر موجود ہے اور یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ عربی میں لفظ'' وصیت'' کو تاکیدی حکم کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو یہاں نماز اور زکواۃ کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جو جملہ نکلا ہے وہ اوصانی کا ہے کہ اس نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں نماز پڑھوں اور زکواۃ دوں۔

آخرت میں کس کا انجام اچھا ہوگا؟

والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم واقاموا الصلوٰة وانفقوا مما رزقنٰهم سرًا وعلانية ويدرءون بالحسنة السيئة اولئك لهم عقبى الدار (۲۲/ الرعد)

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر دین حق پر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہاں

میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے ۔

دنیا کے سارے انسان دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک طبقہ تو وہ ہے جسکو صرف دنیا کے انجام کی فکر ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کی دنیا بن جائے اور روٹی کپڑا اور مکان کا انتظام ہو جائے، اس کے رہنے کیلئے آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارت بن جائے، ہر قسم کی سہولت کی مشینیں اس کے پاس آجائیں، اس کے پاس لاکھوں کا بینک بیلنس ہو' اس کی فکر کی یہی انتہاء ہے اس کو اس ساٹھ ستر سالہ زندگی کے علاوہ کسی اور اگلی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے، یہ وہ طبقہ ہے جس کو اسکی کوشش کے مطابق دنیا کی یہ ساری چیزیں تو مل جائیں گی مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا من کان یرید حرث الدنیا نو ته منها جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہے ہم اسکو دنیا دیں گے، اور انسانوں کا دوسرا طبقہ وہ ہے جو دنیا کو ضرورت کا درجہ دیتا ہے اور آخرت کو مقصد زندگی بنا دیتا ہے جب ایسے حالات آجاتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو ترجیح دینی پڑے یہ طبقہ آخرت کو ترجیح دیتا ہے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے' اور اپنی زندگی میں صرف اسی کام کو مقدم رکھتا ہے جس میں آخرت کی کامیابی اور نیک انجامی ہے، ایسے لوگ سعادتمند اور خوش نصیب ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کئی گنا اضافہ اجر وثواب عطا فرمائیں گے ۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں بتلایا گیا کہ آخرت میں ایسے لوگوں کا انجام بہتر سے بہتر ہوگا، یہ لوگ جنکا انجام اچھا ہوگا یہ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کو راضی کرنے کیلئے صبر کرتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں، اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس مختصر ترین زندگی میں وقتی اور عارضی نفع راحت اور آرام کے خاطر نماز کو بلا وجہ ترک کر رہے ہیں وہ ابدی اور حقیقی راحت، آرام اور نفع سے محروم ہو رہے ہیں ۔

نمازی بننا فرمانبردار ہونیکی علامت ہے

وبشر المخبتين الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم والصبرين علىٰ ما اصابهم والمقيمي الصلوٰة ومما رزقنٰهم ينفقون ۔

اور آپ (محمد ﷺ) گردن جھکا دینے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے ، جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر انکے سامنے کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں ۔

کسی غلام کو یہ ثابت کرنا ہو کہ وہ اپنے آقا کا فرمانبردار ہے، یہ کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا سے یہ کہدے کہ میں فرمانبردار ہوں بلکہ اسے کہنے کے ساتھ ساتھ کچھ کر کے بھی دکھانا پڑتا ہے، اس غلام کو فرمانبردار اصولاً نہیں کہا جاسکتا جو اپنے فرمانبردار ہونے کا دعویٰ تو کرے مگر اپنے آقا کی اطاعت سے منہ پھیر لے ، یہ ایک مثال ہے اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں یا نہیں ؟ اگر ہم خدانخواستہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم فرمانبردار نہیں تو پھر تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم اس دین سے بیزار ہیں جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ہماری کامیابی کیلئے بھیجا ہے، اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہاں ! ہم فرمانبردار ہیں اور گردن جھکا دینیوالے ہیں تو ہمیں اس دعویٰ کی دلیل دینی ہوگی اور عملی طور پر فرمانبرداری کر کے بتانا ہوگا اسی لئے اس مذکورہ آیت میں گردن جھکانے والوں کی علامتیں بتلائی گئی ہیں کہ جو گردن جھکانے والے اور فرمانبرداری کرنے والے ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل اسکے خوف سے لرز جاتے ہیں اور کوئی مصیبت پڑتی ہے تو واویلا مچانے' شکوہ شکایت کرنے اور آپے سے باہر ہونیکے بجائے صبر سے کام لیتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ کے دئے ہوئے مال میں اس کے راستے میں خرچ بھی کرتے ہیں، اس آیت سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اللہ کے فرمانبردار بندے نمازی ہوتے ہیں، بے نمازی نہیں ۔

اے تاجرو! نماز سے کیوں غافل ہو؟

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکرفیھااسمہ یسبح فیھا بالغدو والآصال رجال لاتلھیھم تجارۃولا بیع عن ذکراللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکواۃ یخافون یومًا تتقلب فیہ القلوب والابصار (۳۷/ النور)

وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انکا ادب کیا جاوے اوران میں اللہ کا نام لیا جاوے ایسے لوگ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاداورنماز پڑھنے سے اورزکواۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہےاور نہ فروخت، وہ ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اورآنکھیں الٹ جاویں گی۔

سورۂ نور کی اس آیت میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جواللہ کی ہدایت کی نعمت سے سرشار ہیں ان اہل ہدایت کی خوبیوں اورانکے اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ یہ ایسے ہیں کہ اللہ کے گھروں کواللہ کے ذکر سے آباد رکھتے ہیں، صبح وشام اللہ کے ان گھروں میں جا جا کراللہ کی تسبیح وتحمید، کبریائی و بڑائی اورحمد وثنا بیان کرتے ہیں، انکومسجدوں سے اس قدر تعلق ہوتا ہے کہ جب تجارت میں مصروف ہوتے ہیں تو جب بھی انکواللہ کی یادستاتی ہے وہ تجارت میں ہوتے ہیں مگر انکا دل ودماغ مسجدوں میں لٹکا ہوا ہوتا ہے،کبھی ایسانہیں ہوتا کہ نماز کا وقت آجائے اور یہ نماز سے غافل ہوکرتجارت میں مصروف رہ جائیں، یہ تجارت ضرور کرتے ہیں مگرتجارت کا غلبہ انکے دل ودماغ پراس قدرنہیں ہوتا کہ یہ نماز ہی چھوڑ دیں، ان کی خرید وفروخت نہ انکواللہ کے ذکر سے غافل رکھتی ہے، نہ نماز کے قائم کرنے سے اورنہ زکواۃ ادا کرنے سے۔

وہ تجارت ضرور کرتے ہیں مگر اللہ کی یاد کے ساتھ، وہ تجارت ضرور کرتے ہیں مگر نماز کا اہتمام کرتے ہوئے، وہ تجارت ضرور کرتے ہیں مگر زکواۃ کی ادائیگی کے ساتھ، وہ اپنی تجارت کی وجہ سے نہ اللہ کے حقوق سے غافل رہتے ہیں اورنہ مخلوق کے حقوق سے۔

وہ لوگ جنکا دل مسجدوں سے لٹکا ہوا ہوتا ہے وہ ایسے خوش نصیب ہیں کہ کل آخرت میں ان کیلئے اللہ تعالیٰ خصوصی سایہ عطا فرمائیں گے جس میں آرام وراحت کے ساتھ رہیں گے

یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن سایہ عطا فرمائیں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا ان سات آدمیوں میں سے ایک اللہ کا وہ نیک بندہ ہے رجل قلبه معلق بالمسجد جس کا دل مسجد سے لٹکا ہوا ہوتا تھا' وہ ملازمت کرتا تھا مگر بار بار اس کا دل مسجد کی طرف جاتا تھا کہ کہیں ظہر کی جماعت تو نہیں کھڑی ہوگئی، وہ تجارت میں مصروف رہتا تھا مگر اسکا دل مسجد سے لٹکا ہوا ہوتا تھا کہ کہیں گرم بازاری کے موقع پر میری عصر کی جماعت نہ چلی جائے، وہ اپنے نرم و گرم بستر پر سویا ہوا ہوتا تھا اور بار بار اسکی نظر الارم کی طرف جاتی تھی کہ کہیں فجر کی نماز کا وقت تو نہیں ہوگیا، وہ رات کے وقت اپنے اہل وعیال کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہوتا تھا، مگر اسکا دل بار بار مسجد کی طرف مائل ہوتا تھا کہ کہیں عشاء کی جماعت تو کھڑی نہیں ہوگئی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ سورۂ نور کی یہ آیت بازار والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور انکے صاحبزادے سالمؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عبداللہ بن عمرؓ بازار سے گزرے تو نماز کا وقت ہوگیا تھا، لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کر کے مسجد کی طرف جارہے ہیں تو فرمایا کہ انہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے کہ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكرالله

ایک سبق آموز واقعہ

سورۂ نور کی اس آیت کے شان نزول کے طور پر قرطبیؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کو صاحب معارف القرآن نے اس آیت کے ضمن میں تحریر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں دو صحابی تھے ایک تجارت کیا کرتے تھے دوسرے صنعت وحرفت یعنی لوہار کا کام کرتے اور تلواریں بنا کر بیچتے تھے، پہلے صحابی کی تجارت کا حال یہ تھا کہ اگر سودا تولنے کے وقت اذان کی آواز کان میں پڑھتی تو وہیں ترازو کو پھینک کر نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے تھے، دوسرے بزرگ کا یہ حال تھا کہ اگر گرم لوہے پر ہتھوڑے کی ضرب لگا رہے ہوتے اور کان میں اذان کی آواز آگئی تو اگر ہتھوڑا مونڈھے پر

اٹھائے ہوئے ہوتے تو وہیں مونڈھے کے پیچھے ہتھوڑا ڈال کر نماز کو چلے جاتے تھے، اٹھائے ہوئے ہتھوڑے کی ضرب سے کام لینا بھی گوارا نہ تھا، ان کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک اور سبق آموز واقعہ

۱۹۹۰ء میں جب کویت اور عراق کی جنگ ہوئی تو کویت کی حمایت میں امریکی فوج سعودی عرب آئی تو ایک امریکی فوجی سعودی عرب کے بازار میں کچھ خریدنے کیلئے پہنچا، اس نے ایک دکان پر پہنچ کر کوئی چیز خریدی ابھی اس نے دوکاندار کو اس چیز کی قیمت ادا نہیں کی تھی کہ اچانک اذان کی آواز آئی' دوکاندار نے دوکان بند کر دی انگریز امریکی فوجی نے چیز کی قیمت دینے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو دکاندار نے روپئے لینے سے انکار کر دیا اور سیدھے مسجد کی طرف روانہ ہو گیا وہ امریکی حیران پریشان وہیں کھڑا ہو گیا اور اس دوکاندار کے بارے میں سوچنے لگا کہ عجیب انسان ہے کہ لوگ روپیے کے معاملے میں اس قدر چوکنا اور چوکس ہوتے ہیں کہ چیز بعد میں دیتے ہیں اور پیسے پہلے لیتے ہیں مگر یہ تو عجیب آدمی ہے کہ چیز تو دیدی اور قیمت لئے بغیر ہی چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دکاندار واپس آ گیا اور اس نے اپنی دکان کھولی اس امریکی فوجی نے اس سے استفسار کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم نے قیمت نہ لی اور چلے گئے، اس مسلمان عرب تاجر نے کہا کہ جس وقت تم نے چیز لی تھی اس وقت اذان نہیں ہوئی تھی اور جب تم مجھے روپے حوالے کر رہے تھے تو میں نے اذان کے کلمات ''اللہ اکبر'' سن لئے تھے اور میرا دستور یہ ہے کہ میں اذان کی آواز کے ساتھ ہی اپنا کاروبار بند کر دیتا ہوں۔ دنیا میں آج بھی ایسے نمونے ہیں اسکے برعکس ایسے بھی نمونے بکثرت موجود ہیں کہ اذان شروع ہوتی ہے اور ہمارے مسلمان دکان کھولنا شروع کرتے ہیں۔

مومن نمازی ہوتا ہے

ان الانسان خلق هلوعا اذامسه الشرجزوعا واذامسه الخيرمنوعاالا المصلين الذين هم علىٰ صلوتهم دائمون (۲۳/ المعارج)

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے ۔

انسان میں خیر وخوبی کا مادہ بھی ہے اور شرو برائی کا مادہ بھی ہے اور انسان کی محدود زندگی میں اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے لیکن ساتھ ہی دونوں کا انجام واضح طور پر بتایا بھی گیا ہے اور دونوں طریقوں کو سمجھنے کیلئے عقل و شعور بھی انسان کو عطا کیا گیا ہے اور انسان کو ترغیب اس بات کی دی گئی ہے کہ وہ خیر و صلاح کی صلاحیت کو استعمال میں لائے اور اس استعداد سے اپنی آخرت بنالے، چنانچہ جو لوگ اپنے حقیقی پروردگار کے دربار میں کھڑے ہوتے ہیں اور نماز میں اپنا دل و دماغ اسی رب کی طرف لگائے ہوئے ہیں ایسے لوگ اللہ کی نگاہ میں باہمت انسان ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے سورۂ معارج کی ان آیات میں الا المصلین کے بعد ایمان والوں کی خاص خوبیوں اور خصلتوں کو بیان کیا ہے اور مومن کی سب سے پہلی خوبی یہ بیان کی ہے کہ مومن پہلے تو نمازی ہوتا ہے اور پھر اس کی نماز بھی اس شان کی ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے رب کے دربار میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کی پوری توجہ اپنے حقیقی خالق کی طرف لگی ہوئی ہوتی ہے وہ پوری دنیا سے بے نیاز اور اپنے مولیٰ کا محتاج بن کر کھڑا ہوتا ہے، اس سے معلوم یہ ہوا کہ حقیقی مومن بے نمازی نہیں ہوسکتا جس کے دل میں بھی حقیقی ایمان ہے وہ واقعی نماز کا پابند ہوتا ہے۔

وہ جہنم میں کیوں چلے گئے؟

فی جنّٰت یتساءلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نك من المصلین ولم نك نطعم المسکین وکنانخوض مع الخائضین (۴۵/ المدثر)

وہ جنتوں میں ہونگے اور مجرموں کا حال خود ان سے پوچھتے ہوں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا، وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا

کرتے تھے اور مشغلہ میں رہنے والوں کیساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے۔

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو اہل جنت کیلئے ایک سہولت یہ بھی ہوگی کہ وہ جہنمیوں سے گفتگو کریں چنانچہ اہل جنت ان جہنمی مجرموں سے یہ پوچھیں گے کہ کس چیز نے تم کو جہنم میں ڈال دیا؟ اہل جنت کے اس سوال کا جواب اہل جہنم یوں دیں گے کہ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور دوسری وجہ یہ ہیکہ ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم دین اسلام کو باطل قرار دینے کے مشغلہ میں رہا کرتے تھے اور چوتھی وجہ یہ ہیکہ ہم قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے قرآن مجید کی اس آیت نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا اور دو اور دو چار والی بات بیان کردی کہ نماز کا چھوڑ دینا گویا اپنے آپ کو دوزخی بنانیکی تیاری کرنا ہے۔

اس نے نہ تصدیق کی تھی نہ نماز پڑھی تھی

فلا صدق ولا صلیٰ ولکن کذب وتولیٰ ثم ذهب الیٰ اهله یتمطیٰ اولیٰ لك فاولیٰ ثم اولیٰ لك فاولیٰ (۳۵/ القیمة)

ایسے لوگ جن کو دنیا کی محبت آخرت کی فکر سے روکتی ہے اور وہ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کے بندے بن جاتے ہیں اور صرف انہی کاموں میں اپنا وقت لگاتے ہیں جن کاموں میں صرف ان کا دنیوی نفع ہے ایسے لوگوں کا اس دن بہت خراب انجام ہوگا جو دن کہ ان کی زندگی کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن ہوگا اب آرام و راحت کی ساری شکلیں دور ہو جائے گی اور وہ مضطرب و پریشان ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارے گا وہ دوہری مصیبت میں گرفتار ہوگا اس کو دنیا سے جدا ہونے کا غم ایک طرف ستا رہا ہوگا تو دوسری طرف آخرت کے معاملہ کی فکر اس کو پریشان کررہی ہوگی۔

یہ اس لئے ہوگا کہ اس شخص نے اپنی زندگی میں اللہ کے ایک ہونے کی، نبیوں کے سچے ہونے کی اور کلام الٰہی کے برحق ہونے کی تصدیق نہ کی تھی اور اس نے نماز بھی نہ پڑھی تھی بلکہ

اس نے آخرت سے متعلق ان ساری باتوں کو جھٹلایا تھا اور اپنا منہ اس دین سے اور دین کے ان مبارک اعمال سے موڑ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہلاکت اور بربادی اس کا استقبال کرے گی۔

نمازی کامیاب وبامراد ہے

قد افلح من تزکی وذکراسم ربی فصلیٰ (۱۵/ الا علیٰ) بامراد ہوگیا جو شخص پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا۔

امتحان دینے والا طالب علم اسی وقت کامیاب ہے جب امتحان لینے والا خود اسکے کامیاب ہونے کا سرٹیفکٹ دیدے' میدان میں کھیلنے والا کھلاڑی اس وقت کامیاب ہے جب میدان میں موجود امپائر خود کہہ دے کہ یہ کامیاب ہے۔معلوم یہ ہوا کہ کامیابی کا فیصلہ اپنے طور پر کرلینا نادانی' حماقت بلکہ پاگل پن ہے۔آج لوگوں نے اسی نادانی کو اختیار کررکھا ہے۔ بازار میں بیٹھا تاجر خوب نفع حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو کامیاب قرار دے رہا ہے، کسی ملازمت کے حصول میں کوشش کرنے والا ملازمت پاکر اپنے آپکو کامیاب قرار دے رہا ہے۔لیکن آیئے ہم ذرا یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید حقیقی معنی میں کس کو کامیاب قرار دیتا ہے' سورۃ الاعلیٰ کی یہ آیت بتاتی ہے کہ بامراد اور کامیاب وہ شخص ہے جو پاک ہوگیا یعنی ایمان و اخلاق کے اعتبار سے پاک ہوگیا کہ اپنے آپکو شرک، کفر اور بندوں کے حقوق کے پامال کرنے سے بچالیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز کو قائم کرلیا، معلوم یہ ہوا کہ اصل کامیابی دل کی پاکیزگی، ذکر خداوندی اور نماز کی پابندی ہے۔ پروردگار ہم سب کو نماز کا پابند بنادے اور اس کی پکار کا جواب لبیک کہتے ہوئے فوراً دینے اور جماعت کے ساتھ ہم سب مردوں کو مسجدوں میں اور وقت ہوتے ہی عورتوں کو بلا تاخیر گھروں میں نماز پڑھنے کی توفیق، ہمت وقوت بخش دے۔

بحمداللہ